اکرامِ امام احمد رضا
تصنیف
مفتی محمد برہان الحق جبلپوری
ترتیب و تحشیہ
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے، پی ایچ ڈی
ادارۂ مسعودیہ
۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان

تصنیف

مفتی محمد برہان الحق جبلپوری
(خلیفۂ امام احمد رضا)

ترتیب و تحشیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ مسعودیہ کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

کتاب .... اکرام امام احمد رضا

مصنف .... مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

مرتب .... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کاتب .... الحاج مولانا شاہ محمد چشتی، قصور

طابع .... حاجی محمد الیاس مسعودی

مطبع .... برکت پریس، کراچی

طباعت .... ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

اشاعت .... سوم

صفحات ۱۶۴

تعداد .... ایک ہزار

ناشر .... ادارہ مسعودیہ، کراچی

ہدیہ ....

۱......ادارہ مسعودیہ، ۲/۵، ۶۔ ای ناظم آباد، کراچی۔ فون ۶۶۱۴۷۴۷

۲......ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی۔ فون ۲۲۱۳۹۷۳

۳......مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، نزد پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی۔ فون ۴۹۲۶۱۱۰

۴......ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 14-انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون ۲۲۱۰۴۱۲۔ ۲۶۳۰۴۱۱

۵......فرید بک اسٹال، ۳۸۔ اردو بازار، لاہور۔ فون ۷۲۲۳۸۹۹

صحیح معنوں میں یہ ہستی "نوبل پرائز" کی مستحق ہے!

ڈاکٹر سر ضیاءالدین مرحوم
وائس چانسلر
مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
(بھارت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

(۱)

راقم گذشتہ دس سال (۱۹۷۰ء - ۱۹۸۰ء) سے امام احمد رضا خاں بریلوی پر تحقیق کر رہا ہے، کوشش یہ رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ نامعلوم باتیں سامنے آئیں، تاریکیاں دور ہوں، روشنیاں پھیلتی جائیں ـــــ اسی جذبے کے تحت ان حضرات سے رابطہ قائم کیا گیا جو امام احمد رضا سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مستفیض ہوئے، اس سلسلے میں امام احمد رضا کے تلمیذِ رشید اور خلیفہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کو ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء میں عریضہ ارسال کیا، موصوف نے از راہِ کرم جواب سے نوازا اور تحریر فرمایا کہ وہ اکرام امام احمد رضا کے عنوان سے پہلے ہی اپنی یادداشتیں قلمبند کر رہے ہیں، راقم کے خط سے مزید تحریک ہوئی اور اس طرح یہ یادداشتیں مکمل کر کے مفتی محمد مکرم احمد امام مسجد جامع فتحپوری، دہلی کو بھیجدی گئیں تاکہ کسی آنے جانے والے کے ہاتھ بحفاظت راقم تک پہنچ جائیں۔ حسنِ اتفاق کہ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء میں ایک کرمفرما حاجی عثمان بھائی، احمد آباد سے دہلی ہوتے ہوئے حیدرآباد سندھ آئے، موصوف اپنے ساتھ یہ امانت بھی لیتے آئے اور مفتی ابوالخیر محمد زبیر، صدر المدرسین، رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدرآباد (سندھ) کے سپرد کر دی۔ جب راقم حیدرآباد گیا تو ۱۷ر فروری ۱۹۸۰ء کو مفتی صاحب موصوف نے یہ امانت راقم کو عنایت فرمائی، راقم ان حضرات کا تہِ دل سے ممنون ہے۔

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، متبحر عالم، ماہر طبیب اور صاحب بصیرت سیاستدان ہیں، ربیع الاول ۱۳۱۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، اس وقت عمر شریف ۹۰ سال سے

تجاوز کر چکی ہے۔ اس ضعیف العمری اور علالت و نقاہت کے باوجود موصوف نے یہ محبت و شفقت فرمائی جس کے شکریہ کے لئے الفاظ نہیں پاتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے اور ان کا فیضِ ظاہری و باطنی جاری وساری رہے۔ آمین۔

مفتی صاحب نے مسودہ کے ساتھ امام احمد رضا کے بہت ہی نادر و نایاب غیر مطبوعہ مکاتیب و رسائل کی نقول اور فوٹو سٹیٹ کاپیاں بھی ارسال فرمائیں جس سے کتاب کی تاریخی حیثیت زیادہ اہم ہو گئی —— مفتی صاحب نے اس کتاب میں امام احمد رضا سے اپنے خاندان کے مراسم و تعلقات پر روشنی ڈالی ہے، جدِ امجد مولانا عبد الحکیم، والدِ ماجد مولانا عبد السلام اور خود ان پر امام احمد رضا نے جو نوازشات و عنایات فرمائیں، ان کا ذکر کیا ہے۔ کتاب کا مسودہ قلم برداشتہ یادداشت کی صورت میں لکھا گیا تھا اس لئے راقم نے دورِ جدید کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ترتیب و تدوین، تلخیص و تبویب کے فرائض انجام دئے۔

(۲)

شخصیت کے حقیقی خدوخال معلوم کرنے کے لئے اس کی اپنی تحریروں اور دوستوں کی یادداشتوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ دوسرے لوگوں کے بیانات پر بھروسہ کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ ہم خود شخصیت سے قریب تر ہونے کی کوشش کریں —— فاصلہ جتنا کم ہوگا شخصیت اتنی ہی صاف شفاف نظر آئے گی —— وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عقیدت کا غلاف بھی چڑھ سکتا ہے اور نفرت و حقارت کا غبار بھی —— بہتر یہی ہے کہ خود شخصیت کے قول و عمل کی کسوٹی پر اس کو پرکھیں پھر جنہوں نے پرکھا ہے ان سے بھی پوچھ لیں کہ تم نے کیسا پایا؟ —— اگر امام احمد رضا پڑھتے وقت ہم خود کو امام احمد رضا کے قریب محسوس کرتے ہیں اور اہلِ محفل سے باتیں بھی کر سکتے ہیں —— یہاں کوئی پردہ نہیں، جو چیز ہے سامنے ہے ؎

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

(۳)

امام احمد رضا پر پچھلے دس پندرہ سالوں میں پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں کافی کام ہوا، اس کی تفصیلات خود ایک مقالے کی متقاضی ہیں مگر بیشتر لکھنے والوں نے معلوم باتوں کی طرف زیادہ توجہ دی اور نامعلوم باتوں کو تلاش نہ کیا اس لئے اتنا کچھ لکھے جانے کے باوجود ابھی اس کا عشر عشیر بھی سامنے نہ آیا جو اہل علم کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے ——— جیسا کہ عرض کیا گیا ہے راقم گذشتہ دس سال سے امام احمد رضا پر تحقیق کر رہا ہے لیکن یہ اعتراف کرنے میں کوئی خفت محسوس نہیں کرتا کہ اتنی طویل مدت گزر جانے کے باوجود امام احمد رضا کی شخصیت و علمیت سے کماحقہ واقفیت حاصل نہ کر سکا ——— مطالعہ و تحقیق کے ساتھ ساتھ یہ احساس ابھرتا جاتا ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے نصف اول میں امام احمد رضا ہی ایسی واحد شخصیت کے مالک تھے جس کا ہر پہلو ایک بحر بیکراں معلوم ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ معاصرین کو دیئے جانے والے تمام القاب کے جامع ہیں ——— وہ "امام ربانی" بھی ہیں، وہ "شیخ الہند" بھی ہیں، وہ "سحبان الہند" بھی ہیں، وہ "امام الہند" بھی ہیں، وہ "حکیم الامت" بھی ہیں، وہ "رئیس الاحرار" بھی ہیں، وہ "شاعر مشرق" بھی ہیں، وہ "شیخ الاسلام" بھی ہیں ——— بیک وقت وہ بہت کچھ ہیں، یہ مبالغہ نہیں ——— شاید دس برس قبل راقم کو بھی یہ باتیں مبالغہ معلوم ہوتیں لیکن عین الیقین اور علم الیقین کے بعد مبالغہ نہ رہیں ———

امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر کام کرنے کے لئے علم و اخلاص دونوں کی ضرورت ہے ——— حال ہی میں علوم ریاضیہ سے متعلق بعض قلمی حواشی جناب سید ریاست علی قادری کی عنایت سے ملے، جب وہ اہل علم کے سامنے پیش کئے گئے تو تفہیم و تشریح مطالب سے ان کو عاجز پایا ——— امام احمد رضا علوم عقلیہ میں مہارت کے لحاظ سے ابونصر فارابی، ابن سینا، ابوریحان

البیرونی، ابنِ رشد، عمر خیام وغیرہم کی فہرست میں آتے ہیں بلکہ بعض خصوصیات میں ان مشاہیر سے بھی آگے نظر آتے ہیں ——— امام احمد رضا کی وسعتِ علم کو دیکھتے ہوئے ان بندگانِ خدا پر تعجب ہوتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کلام کرتے ہیں، ذرا غور تو کریں جب ان کے غلاموں کی وسعتِ علم کا یہ عالم ہے تو آقائے دوجہاں کے علم کا کیا عالم ہوگا! ——— سچ تو یہ ہے کہ امام احمد رضا علمِ رسول (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی وسعت کے لئے دلیل و برہان اور ایک کھلا معجزہ ہیں! اسی لئے شیخ مختار عطار د الجاوی (مسجدِ حرام، مکۂ معظمہ) نے امام احمد رضا کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے :-

فکانہ من معجزات نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اظھرہ اللہ تعالیٰ علی ید ھذا الامام الاوحد - (الدولۃ المکیۃ، مطبوعہ کراچی، ص ۷۲)

" گویا وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں، یہ معجزہ اللہ تعالیٰ نے اس یکتائے زماں امام کے ہاتھوں ظاہر فرمایا ۔"

ذاتی مطالعہ سے راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ جب تک ایک سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ قائم نہیں ہو جاتا، جہاں مختلف علوم و فنون کے ماہرین جمع ہو کر امام احمد رضا پر کام کریں، کوئی جامع تحقیق ممکن نہیں ——— ویسے جزوی طور پر پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں کام ہو رہا ہے مگر انفرادی کوششوں سے اجتماعی کوشش بدرجہا بہتر ہے ———

جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے، نئی نئی باتیں سامنے آتی جاتی ہیں مثلاً ۱۹۸۰ء میں یہ بات معلوم ہوئی کہ سندھ کے مشہور عالم مفتی ظہور حسین درس علیہ الرحمہ کے والدِ ماجد مولانا عبد الکریم درس سے امام احمد رضا کی مراسلت تھی، یہ بات موصوف کے پوتوں مولانا اصغر حسین درس (کونسلر، کراچی میونسپل کارپوریشن) اور

مولانا اکبر حسین قدس نے کراچی میں بتائی —— انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کے پاس امام احمد رضا کے مکاتیب و فتاویٰ بھی محفوظ ہیں —— جہانیاں (ضلع ملتان، پاکستان) سے جناب خلیل احمد رانا نے ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) کا ایک فائل بھیجا، مطالعہ کے دوران شمارہ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۴ء نظر سے گزرا —— برما کے ایک عالم مفتی محمد سعیت اللہ صدیقی نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز میں ایک منظوم استفتار کا منظوم جواب تحریر فرمایا جو کئی قسطوں میں شائع ہوا آخری قسط مذکورہ شمارے میں ہے مفتی صاحب موصوف امام احمد رضا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

محقق زمانے کے بارتضا — فقیہوں کے سرتاج احمد رضا
سمائے شرافت کے اِک آفتاب — بحارِ جلالت کے دُرِ خوشاب
بڑے عالمِ اہلِ سنت ہیں وہ — دل و جاں سے شیدائے سنت ہیں وہ
تصانیف سے انکی بھی ہے عیاں — اسی مجلسِ قدس کی خوبیاں

(تحفۂ حنفیہ، پٹنہ، ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ، ص ۴)

الغرض امام احمد رضا پر مطالعہ و تحقیق کا یہ عالم ہے کہ ؏

مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا

ان کی شخصیت معمولی شخصیت نہیں، چودھویں صدی ہجری کے آغاز ہی میں ان کا شہرہ پاک و ہند کی سرحدیں عبور کر کے حرمین شریفین، بلادِ اسلامیہ، برما، چین، روس، امریکہ اور افریقہ تک پہنچ گیا تھا اور وہ مرجع ہر خاص و عام ہو گئے تھے —— اس پر ان کے فتاویٰ گواہ ہیں۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل، گورنمنٹ سائنس کالج
سکرنڈ (ضلع نوابشاہ، سندھ)
پاکستان

۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ
۲۸ مئی ۱۹۸۰ء

فاضلِ مصنّف مفتی محمّد بُرہان الحق جبل پوری

جدِّ امجد — مولانا شاہ محمد عبدالکریم حیدرآبادی، متوفی ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء۔

والدِ ماجد — مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبل پوری، متوفی ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء۔

ولادت — ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء، بمقام جبل پور (مدھیا پردیش، بھارت)

ابتدائی تعلیم — مدرسہ برہانیہ (جبل پور) میں فارسی عمِ محترم قاری بشیرالدین سے پڑھی، منقولات و معقولات کی تحصیل والدِ ماجد مولانا شاہ عبدالسلام سے فرمائی۔

امام احمد رضا سے پہلی ملاقات — ربیع الاول ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں امام احمد رضا سے پہلی بار بمبئی میں شرفِ نیاز حاصل کیا۔

بریلی حاضری — شوال ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء میں بریلی حاضر ہوئے، دارالافتاء میں امام احمد رضا کے ارشادات قلمبند کیے، دارالعلوم منظرِ اسلام میں مولانا ظہور حسین مجددی کے درس میں شریک ہوئے، آپکے ہم درس رفقاء میں مولانا مفتی مصطفےٰ رضا خاں اور مولانا امجد علی اعظمی قابلِ ذکر ہیں، کم و بیش تین سال امام احمد رضا کی خدمت میں رہے۔

تحصیلِ علمِ توقیت — ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء میں جب امام احمد رضا جبل پور تشریف لائے

تو وہاں ان سے علم توقیت کی تحصیل کی، امام احمد رضا نے اس فن میں آپ کے لئے ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔

دستارِ فضیلت و سندِ اجازت و خلافت ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء کو جبل پور ہی میں امام احمد رضا نے ۴۵ علوم و فنون اور گیارہ سلسلوں میں اجازت و خلافت سے نواز کر دستار بندی فرمائی اور سند عطا فرمائی۔

تحریکِ ترکِ موالات ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں کانگریس اور خلافت کمیٹی کے اجلاس بریلی میں تشریف لے گئے، ابوالکلام آزاد سے دو ٹوک باتیں کیں۔

تحریکِ پاکستان ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد ملک کے طول و عرض میں دورے کئے، سرحد، پنجاب، سندھ میں تقریریں کیں اور پاکستان کے لئے سخت جد و جہد کی قائد اعظم محمد علی جناح نے آپ کی کوششوں کو سراہا اور شکریہ کا خط تحریر فرمایا۔

دولت کدہ جبل پور (مدھیا پردیش، بھارت) میں آپ کی ولادت ہوئی، بحمد اللہ تعالیٰ بقید حیات ہیں اور جبل پور ہی میں قیام ہے۔ عمر شریف ۹۰ سال سے متجاوز ہے، تبلیغ و ارشاد، فتویٰ نویسی اور طبابت وغیرہ آپ کے مشاغلِ علمیہ و روحانیہ ہیں۔

تصانیف تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب راقم کے علم میں ہیں:۔

(۱) اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین (۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء) مطبوعہ کلکتہ۔

۲۔ سیـنۃ ؛ حصلوت عن جیل البدعات (۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) مطبوعہ الہ آباد

۳۔ البرھان الاجلی فی تقبیل اماکن الصلحاء (غیر مطبوعہ)

۴۔ الاصلال لشھادات رویتہ الھلال (مطبوعہ)

۵۔ روح الورد ھالنقع علی سوالات ھردا (مطبوعہ)

اولاد

مندرجہ ذیل صاحب زادگان اور صاحب زادیاں راقم کے علم میں ہیں :۔

۱۔ مولانا انوار احمد (کراچی)

۲۔ حکیم مولوی محمود احمد (جبل پور)

۳۔ ڈاکٹر مولوی حامد احمد (جبل پور)

۴۔ عالیہ صدیقہ (زوجہ مولانا حاجی صوفی عبدالودود صاحب)

۵۔ جوہرۃ المنیرہ (زوجہ جناب محمد فاروق شریف)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۳

ندوۃ العلماء

۴

امام احمد رضا اور مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

۵

اَسفارِ امام احمد رضا

۷۷ ——— ۱۰۱

۶

تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات

۷

وصالِ امام احمد رضا

۸

مکاتیبِ امام احمد رضا

۹

نوادراتِ امام احمد رضا

عکسِ رضا

کتاب "اکرامِ امام احمد رضا" آپ کے سامنے ہے —— اس کو پڑھ کر
امام احمد رضا کی جو تصویر ابھرتی ہے، ذرا اس کو بھی دیکھتے چلیں ——

سفر و حضر، سیر و تفریح، کلام و طعام، خوشی و غم، غرض وہ کسی حالت میں بھی اپنے
مولیٰ سے غافل نہیں، اس کے ذکر و فکر میں مصروف ہے —— اور اس کے
حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار تو اس کے دل کی بہار تھے —— دیکھنے والوں
نے اس کی محفل میں انوار برستے دیکھے —— اس کی سیرت آئینۂ شریعت تھی ——
سفر و حضر میں نماز باجماعت کا وہ اہتمام کہ باید و شاید —— علالت اور شدتِ نقاہت
کے باوجود وہ عصا کے سہارے اپنے مولیٰ کے حضور کھڑا نظر آتا ہے —— جبتک
دم میں دم رہا، اس نے دامنِ ادب ہاتھ سے نہ چھوڑا —— اس نے سر جھکایا تو
خدا ہی کے آگے جھکایا اور غیر اللہ کے لئے سجدۂ تعظیمی حرام قرار دیا ——

اس نے دردمندی و دلسوزی کے ساتھ ملت کی خدمت کی —— ہر کٹھن مرحلے
پر رہنمائی کی —— تحریکِ خلافت میں خلافتِ شرعیہ کے حقیقی مفہوم کو اس نے
پامال ہونے نہ دیا اور رسالہ "دوام العیش" لکھ کر کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا —— تحریک
ترکِ موالات میں اس نے ہندو مسلم اتحاد کے خلاف سخت جدوجہد کی اور دو قومی نظریہ
کو پھر زندہ کیا —— شدتِ علالت اور مرض الموت کے باوجود اس نے رسالہ
"المحجۃ المؤتمنہ" لکھ کر کفر و اسلام کے فرق مٹانے والوں کو للکارا

تبلیغ و اشاعتِ دینِ متین میں وہ ساری عمر سرگرمِ عمل رہا —— وہ ایسا

خلوت نشین تھا کہ اپنے شہر کے گلی کوچوں سے بے خبر ——— اور ایسا جلوت پسند تھا کہ اعلائے کلمۃ الحق اور تبلیغ دین کے لیئے پاک و ہند کے دور دراز علاقوں تک جا پہنچا ——— وہ کلکتہ گیا ——— وہ بمبئی گیا ——— وہ عظیم آباد گیا ——— وہ جبل پور گیا ——— اور نہ معلوم کہاں کہاں گیا! ——— مدنی آقا نے ارشاد فرمایا:-

لا یؤمن احد کم حتی یقال انہ مجنون

"تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہیں جب تک کہ دیکھنے والے اسکو دیوانہ نہ کہنے لگیں ———"

کفایت علی کافی نے کس دلسوزی سے اس دیوانگی کی آرزو کی ہے ؎

دشتِ طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے
دھجیاں جیب و گریباں کی اڑاتے جاتے

اور اقبال بھی اسی دیوانگی میں نظارۂ حیات کر رہا ہے ؎

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں

جگر نے اسی دیوانگی میں بگڑتے کام سنورتے دیکھے ؎

کار و بارِ جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بیخودی سے ملتے ہے

امام احمد رضا اندیشہ ہائے دوراں سے بے نیاز تھا ——— وہ دیوانہ تھا دیوانہ ——— دیکھنے والوں نے اس کے زمانے میں کوئی اس جیسا دیوانہ نہ دیکھا ——— اس نے جو کچھ کیا اسی دیوانگی میں کیا ——— اور جو کچھ کہا اسی دیوانگی میں کہا ——— اسی لیئے جن کو کہا انہوں نے بھی یہی کہا ——— ہم اس سے تعرض نہیں کرتے، وہ جو کچھ کہتا ہے مصطفےٰ کی محبت میں کہتا ہے ——— یہ تو مصطفےٰ کا دیوانہ ہے ———

اس نے قدم قدم پر تقویٰ شعاری کے نشانات چھوڑے ہیں ——
اس کی دیانت و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ دعوت میں اپنے آگے رکھی ہوئی چیز بغیر صاحب خانہ کی اجازت کے اپنے ساتھیوں کو نہ دیتا تھا —— اس نے دعوت میں مسجد کا ٹھنڈا پانی پینے سے انکار کر دیا کہ مسجد کا پانی صرف اور صرف نمازیوں کے لئے ہے —— اس نے ہمیشہ اس راگ سے اپنے کانوں کو محفوظ رکھا، جس کا سننا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا —— اس نے اپنی رضا کو خدا اور رسول کی رضا پر قربان کر دیا تھا ——

وہ مظہرِ خلقِ عظیم تھا —— اس نے حسنِ خلق کے روشن نمونے چھوڑے ہیں —— وہ بزرگوں کا احترام کرتا تھا اور چھوٹوں پر شفقت کرتا تھا —— اپنے دوستوں اور مریدوں کی اس حد تک دلداری کرتا تھا کہ علالت و نقاہت کے باوجود ان کی دعوت رد نہ کرتا اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا —— عطا و بخشش میں وہ پیش پیش تھا —— اس نے ہاتھ پھیلا کر مسندِ رسول کو رسوا نہ کیا —— اس نے اپنا ہاتھ اپنے آقا کی طرح اونچا ہی رکھا —— اس نے اپنے دوستوں کو کبھی مایوس نہ کیا ——

وہ بڑی مستعدی سے ہر خط کا جواب لکھتا —— اس کا قلم ایسا چلا کہ نصف صدی تک چلتا ہی رہا —— اس نے لمحۂ وصال تک قلم نہ چھوڑا —— علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم —— وہ شکر گزار بندہ تھا اور شکر گزار بندہ اپنے مولیٰ کے احسانات کو کیسے فراموش کر سکتا ہے؟

اس کے علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ وہ معقولات و منقولات میں یگانۂ روزگار تھا —— علمِ ریاضی میں ڈاکٹر ضیاء الدین نے اس سے استفادہ کیا اور علمِ توقیت میں مفتی برہان الحق نے اس کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا ——
تاریخ گوئی میں وہ یگانۂ روزگار تھا —— وہ عرب شعراء کی طرح عربی میں شعر کہتا تھا ——

۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

نحمد اللہ تعالیٰ حمد الشاکرین ونصلی
ونسلم علی من رضاہ رضا رب العٰلمین سیدنا
ومولانا محمد رسول اللہ الصادق الوعد الامین
وعلی الہ واصحٰبہ الطیبین الطاہرین واولیاء
امتہ وعلماء ملتہ وعباد اللہ الصالحین
المفلحین وعلینا معہم اجمعین۔

فقیر حقیر عبد الباقی محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری، اپنے استاد و مرشد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا مفتی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اکرامات و انعامات و احسانات، علمی و ظاہری، باطنی و صوری، معنوی و روحانی فقیر بے توقیر کے خاندان پر ہوئے اور ہیں، ان کا مختصر خاکہ سپرد قلم کرنے کی سعادت و برکت حاصل کرتا ہے وباللہ التوفیق۔

حضرتِ جدِ امجد مولانا شاہ محمد عبد الکریم حیدر آبادی اور اعلیٰ حضرت کی آپس میں ملاقات نہیں ہوئی، اعلیٰ حضرت کا شباب تھا اور جدِ امجد کی ضعیفی کا زمانہ تھا، دونوں بزرگوں کے درمیان کچھ تحریری سلسلۂ تعارف تھا جس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے والدِ ماجد مولانا محمد نقی علی خاں کی مندرجہ ذیل چار مطبوعہ تصانیف جدِ امجد کے نام ارسال فرمائیں :-

۱- اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد [1]

۲- جواہر البیان فی اسرار الارکان [2]

۳- ہدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیہ [3]

۴- سرور القلوب بذکر المحبوب

ہر کتاب کے سرورق کے حاشیے پر تحریر ہے :-

مولانا مولوی محمد عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

فقیر احمد رضا خاں عفی عنہ

۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ ہجری

جدِ امجد کا وصال ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ کو ہوا، وصال سے قبل اپنے صاحبزادگان قاری بشیر الدین، حافظ عبدالشکور، حافظ احمد سعید، حافظ غوث احمد، میرے والدِ ماجد مولانا عبدالسلام اور اپنے بھانجے سید عبدالرحیم کو بلایا اور کچھ نصیحتیں فرمائیں پھر والدِ ماجد سے فرمایا لکھو ؎

سرِ بدعت بریدہ بہر اللہ
ذاتِ عبدالکریم فی شوقہ
۱۳۱۷ = ۲ - ۱۳۱۹ھ

دوسرے مصرعہ کے عدد ۱۳۱۹ ہیں، ان میں سے پہلے مصرعہ کی ب کے عدد ۲ تفریق کیے جائیں تو سالِ وفات ۱۳۱۷ھ نکل آتا ہے۔ بدعت کا سر کاٹنے سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ زندگی اتباعِ شریعت و سنت میں گزاری جائے اور دنیا سے اس طرح جائے کہ دامنِ تقویٰ غبارِ بدعت سے آلودہ نہ ہو۔

---

[1] یہ کتاب ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء میں پہلی بار مطبع صبح صادق، سیتاپور میں طبع ہوئی۔

[2] یہ کتاب " " " " " "

[3] یہ کتاب " " " " " مفقود

اس نے ایک انقلاب انگیز اور متحرک زندگی گزاری ——— اس کی زندگی میں حرکت ہی حرکت نظر آتی ہے ——— اس نے زندگی بھر دینِ متین کی خدمت کی ——— کوئی لمحہ خدا کی یاد سے غافل نہ گزارا ——— طمانیتِ قلب کے ساتھ وہ موت کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہے ——— اس کی طمانیت حیرت انگیز ہے ——— وصال سے صرف دو ہفتے قبل اس نے سفرِ آخرت کی ایسی دلجمعی اور اطمینان سے خبر دی جیسے دنیا میں کوئی کسی سفر پر جا رہا ہو ——— موت کے لئے خدا کے محبوبوں کے سوا کسی کو ایسا تیار نہ دیکھا جس طرح امام احمد رضا کو تیار پایا ——— وہ ہنستا مسکراتا اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگیا ؎

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

۱

قلت تاریخ عیشہ الابدی
دام عبدالکریم خلد کرام

امام احمد رضا

حضرت جدِ امجد نے یہ مادۂ تاریخ خود ارشاد فرمایا اور خدا کی شان اسی روز ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۸ء کو دن کے گیارہ بجکر ۲۰ منٹ پر وصال فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون بعد عصر کی نماز کے بعد جنازہ عیدگاہ کلاں لے جایا گیا جہاں ہزاروں معتقدین و متوسلین نے بعد نمازِ مغرب نمازِ جنازہ ادا کی اور پھر عیدگاہ کے شمال شرقی کونے میں آپ کو آغوشِ لحد میں لٹا دیا گیا۔

وصال کے فوراً بعد بذریعہ تار بریلی اطلاع دی گئی۔ اعلیٰحضرت نے تعزیت و تلقینِ صبر و استقامت کے ساتھ عربی میں جو قطعۂ تاریخ تحریر فرمایا، بلاشبہ فصاحت و بلاغت کا ایک شاہکار ہے، ملاحظہ فرمائیں:-

قیل مات الزکی عبد الکریم	قلت کلا بل احتظی بدوام
حی عن بنیہ فکیف یموت	انما المیت ھالک الاوھام
ایموت الذی خلف؟	سلم اللہ مثل عبد السلام
جبل الدین راسخ بقیامہ	فی جبلنور شامخ الاعلام

قلت تاریخ عیشہ الابدی

دام عبد الکریم خلد کرام

—— ۱۳۱۷ھ ——

یہ کتبہ مقبرے شریف کے مغربی دروازے کی داہنی جانب باہر سنگِ مرمر پر کندہ، دیوار میں نصب ہے۔

وسالمُ دینه عبدُ السلام
لهٗ علمٌ به عملٌ سدید

امام احمد رضا

بسم الله الرحمن الرحيم

جنة الفردوس في الدنيا حلت — جبل فور الهند دار المتقين

إن مولانا بها قد شرفت — منه أنوار تسر الناظرين

(مولوي محمد عبد السلام) أخبرت — عنه ذكرى الخير في العالمين

هو كالبستان منه أثمرت — زنبق العطر وحسن ياسمين

أو نهور جاريات أسلست — ماؤها شهد لذيذ الشاربين

وله في الخير أيدي أمطرت — من رياض العلم تهدي الناشرين

دار فيها للهدى قد زرته — فادخلوها بسلام آمنين

الشاعر المصري
السيد محمد فهمي الشرقي
دكتور
في الفلسفة والآداب

میرے فاضل، مرحبا جادو بیانی پر تری ‏ ‏ حبّذا، طرزِ جدیدِ وعظ خوانی پر تری
واہ وا! ایسی طبیعت کی روانی پر تری ‏ ‏ آفریں، اس نکتہ رانی، نکتہ دانی پر تری
شمع ہے تو عالموں کی انجمن کیواسطے
فکر تیرا دام ہے، مرغِ سخن کیواسطے

بلبلِ ہندوستاں تو، ہند ہے گلشن ترا ‏ ‏ پُر ہے تو گل ہائے مضموں سے سدا دامن ترا
جس کا دانہ دانہ خرمن ہے، وہ ہے خرمن ترا ‏ ‏ دوسروں کے سَو تصنّع، ایک سادہ پن ترا
نقشِ تصویرِ معانی کے لئے مانی ہے تو
ہند کے خطہ میں عالم، ایک لاثانی ہے تو

تیرے باغِ علم کے عالم ہیں تیرے باغباں ‏ ‏ معجزہ کہتے ہیں جس کو، ہے ترا طرزِ بیاں
چشمۂ کوثر میں ہے، دھوئی ہوئی تیری زباں ‏ ‏ جو ادا تجھ میں نکلتی ہے وہ اوروں میں کہاں؟
از ہمہ خوباں، بہ رعنائی، یگانہ بودۂ
وز کمالِ خویش، در عالم، فسانہ بودۂ

سر بہ فکرِ وعظ جب تیری طبیعت ہو گئی ‏ ‏ لطف قرباں ہو گیا، صدقے فصاحت ہو گئی
تیرے طوفانِ بیاں سے ایسی حالت ہو گئی ‏ ‏ سطر سطر موجۂ بحرِ بلاغت ہو گئی
یہ کہیں روح القدس کی کارفرمائی نہ ہو
وعظ کے پردہ میں اعجازِ مسیحائی نہ ہو

کی ہے خالق نے عطا، چشمِ حقائق جو تجھے ‏ ‏ ہو دلِ پُر درد جس میں، وہ دیا پہلو تجھے
حق نما تجھ کو بنایا حق نے اور حق گو تجھے ‏ ‏ نیک فطرت اک جہاں کہتا ہے اور خوش خو تجھے
معدنِ تحقیق ہے تو مولوی عبدالسلام
کاشفِ تدقیق ہے تو مولوی عبدالسلام

سید عبدالحکیم، بنگلور (جنوبی ہند)
(۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء)

۲

حضرتِ جدِ امجد نے اپنی زندگی میں والدِ ماجد مولانا عبد السلام کو اعلیٰ حضرت کی طرف متوجہ کیا چنانچہ ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں بریلی میں ندوۃ العلماء کا اجلاس ہوا والدِ ماجد کے نام خصوصی دعوت نامہ آیا، حضرتِ جدِ امجد نے خوشی سے اجازت دیدی اور فرمایا :-

" ندوہ میں شریک ہو یا نہ ہو لیکن مولانا احمد رضا خاں صاحب سے ضرور ملنا، اس وقت ان کا علم و فضل و کمال اپنی وسعت و تابانی اور تحقیق و تدقیق کے لحاظ سے بے نظیر و بے مثال، انتہائی عروج و کمال پر ہے، جس طرح بھی ہو مولانا کی خدمت میں رہ کر جتنا فیض حاصل کر سکو، تمہارے خاندان کے لئے باعثِ رحمت و برکت و سعادت و سربلندی ہوگا، بریلی میں ندوہ کا یہ اجلاس تمہارے لئے حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب سے علم و فضل و سعادت حاصل کرنے کا ان شاء اللہ ذریعہ و سبب ہے "

والدِ ماجد بریلی روانہ ہوئے، الہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین صاحب کا ساتھ ہو گیا، اجلاس میں شرکت ہوئی لیکن مولانا محمد حسین الہ آبادی کے اعتراض پر شبلی کی برہمی اور بدزبانی نے بدمزگی پیدا کر دی (جس کی تفصیل آگے آتی ہے) چنانچہ یہ دونوں حضرات جلسے سے واک آؤٹ کر گئے، چلتے ہوئے والدِ ماجد نے امام احمد رضا کے رسالے " سوالات حقائق نما برؤس ندوۃ العلماء " پر دستخط کر کے شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا :-

" اس کے ہر سوال کا مفصل جواب دے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے تمام ہم خیال اراکین کا ذمہ ہے اور آپ سب کا اخلاقی فرض ہے ــــــ "

اس واقعہ کے بعد والد ماجد محلہ سوداگراں (بریلی) میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ ان کی پہلی حاضری تھی ـــــ والدِ ماجد نے ایک پرچہ پہ اپنا نام لکھ کر ایک بچہ کے ہاتھ اندر بھیجا، چند منٹ بعد اعلیٰ حضرت باہر تشریف لائے، السلام علیکم فرمایا ـــــ ہاتھ میں ایک لفافہ تھا، والدِ ماجد سے معانقہ کیا اور فرمایا:-

"یہ آپ کے والدِ ماجد حضرتِ مولانا عبدالکریم صاحب کی کرامت ہے کہ ابھی مجھے لفافہ ملا، خط پڑھ رہا تھا اور اس فقرہ پہ نظر تھی:

"فقیر زادہ عبدالسلام حاضر ہو رہا ہے، اس پر نظرِ کرم فرما کر اپنی تربیت اور سرپرستی میں فیضانِ علومِ ظاہری و باطنی سے اسے عزت و سرفرازی بخشیں۔

عین اسی وقت آپ کا رقعہ ملا، آپ کا اسمِ گرامی پڑھ کر معاً متصور ہوا کہ یہ آپ کے والدِ محترم مولانا عبدالکریم صاحب کی کرامت ہے کہ وہ روحانی طور پر خط کے ذریعہ آپ کو اس فقیر کے سپرد فرما رہے ہیں اور آپ کا ہاتھ فقیر کے ہاتھ میں دے رہے ہیں، ماشاء اللہ و بارک اللہ"

اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد کو اپنے قریب بٹھاتے ہوئے حضرتِ جدِ امجد کی خیریت پرسی کے بعد بریلی آنے کا سبب دریافت فرمایا، والدِ ماجد نے ندوہ کی روداد، شبلی سے گفتگو، سوالاتِ حقائق نما کے تاثیل پر مجلسِ عاملہ کے خصوصی رکن کی حیثیت سے دستخط کے ساتھ چند اہم کلمات کہتے ہوئے شبلی کے ہاتھ میں رسالہ دینے کا پورا واقعہ سنایا ـــــ اعلیٰ حضرت نے توجہ کے ساتھ تمام واقعات سن کر والدِ ماجد کو سینے سے لگا کر فرمایا:-

"ماشاء اللہ! آپ نے فقیر کی بہترین نیابت و وکالت فرمائی، بارک اللہ!"

اور بے حد مسرت کے ساتھ دریافت فرمایا:-

"کہاں قیام ہے؟"

عرض کیا ـــــ ڈپٹی اشفاق حسین کے یہاں ـــــ اعلیٰ حضرت نے

ڈپٹی صاحب کے یہاں سے سامان منگوالیا۔

اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں صاحب کی تعلیم کا یہ آخری دور تھا چنانچہ والدِ ماجد بھی انہیں کے ساتھ امام احمد رضا کے درس میں شریک ہوگئے اور دس مہینے مسلسل امام احمد رضا کے فیض علمی وعملی، ظاہری و باطنی، صوری و معنوی اور بیعت و ارشاد کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے ——— اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد کی علمی وعملی، ذہنی و اخلاقی قابلیت وصلاحیت کا بنظرِ عمیق معائنہ فرمایا اور پھر افتاء و وعظ اور درس کی اجازت کے ساتھ ساتھ مختلف سلاسل میں بیعت و اجازت اور خلافت سے سرفراز فرمایا، عربی میں ایک سند عطا فرمائی اور دستارِ فضیلت سے نوازا ——— امام احمد رضا کی سند ملاحظہ فرمائیں جو ۳ رذی قعدہ ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء کو خود تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خصص ھذہ الامۃ المرحومۃ ببرکات الاسناد وسلاسل الاولیاء الامجاد والصلوٰۃ والسلام علی سید الاسیاد سیدنا ومولانا محمد و آلہ وصحبہ الکرام الی یوم التناد آمین۔

وبعد فقد سألنی العالم العامل الفاضل الکامل تقی الشباب نقی الثیاب المتحلی بحلیۃ الفضل المعنوی والکمال الصوری مولانا المولوی محمد عبد السلام الجبلفوری زین اللہ وجہہ وقلبہ بالضیاء النوری اجازۃ الصحاح الستۃ وسائر کتب الاحادیث والفقہ والتفسیر والکلام وغیرھا من مرویاتی عن الجلۃ الکرام واذن الوعظ والتدریس والافتاء والارشاد الی طریقۃ العرفاء الاسیاد تحسین ظن منہ بھذا الفقیر فی ذلک

وان لم اکن اھلا لما ھنالک فاجبتہ الیہ لما
رأیت من اھلیتہ لدیہ و اجزتہ بجمیع ما اجازنی
بہ شیخی سیدی و مولائی و مرشدی و کنزی و
ذخری لیومی و غدی السید الشاہ آل الرسول الاحمدی
المارھروی و شیخی فی الحدیث السید الشریف العلامۃ
احمد بن زینی بن دحلان و السید الجلیل حسین
بن صالح جمل اللیل و المولی العلامۃ عبد الرحمن
بن عبد اللہ السراج المکیون و الشیخ الاجل السید
الشاہ ابو الحسین احمد النوری حفید حضرۃ شیخی
و بجمیع ما انا ماذون بہ من السلاسل العلیۃ
القادریۃ القدیمۃ و الجدیدۃ و الرزاقیۃ و
المنوریۃ و الاھدلیۃ و الچشتیۃ و السھروردیۃ
و النقشبندیۃ القدیمات و الجدیدات و البدیعیۃ
و العلویۃ المنامیۃ و کل ما احتوی علیہ الکتاب المستطاب
النور و البھاء فی اسانید الحدیث و سلاسل الاولیاء
فکل ما فیہ عن حضرۃ شیخی رضی اللہ تعالی عنہ فانا
ماذون بہ من لدنہ و ما فیہ و عن غیرہ فانا مجاز بہ
عن حضرۃ حفیدہ و حامل خیرہ و کذلک اجزتہ
بالوعظ و الافتاء و التدریس بشرائطھا المعلومۃ
عند اھلھا فلیتثبت و لیخش الخطأ و الغلط و الجرأۃ
و الشطط و لیتق اللہ ربہ و لاینسنی من دعائہ الصالح
کان اللہ لی و لہ فی الدنیا و الآخرۃ و منحنا جمیعا فی
الدارین نعمہ الفاخرۃ آمین ۔ و کان ذلک لثلاث

خلون من ذی القعدۃ الحرام یوم الجمعۃ المبارکۃ افضل الایام سنۃ ۱۳۱۳ من ھجرۃ سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الکرام افضل الصلوٰۃ والسلام والحمد للہ رب العٰلمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [1]

مہر مستطیل

اعلیٰ حضرت والد ماجد پر بہت کرم فرماتے تھے اور ان کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے

۱۹۱۹ء/۱۳۳۷ھ کو امام احمد رضا جبل پور تشریف لائے، ۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء کو مدرسہ برہانیہ میں جلسۂ دستارِ فضیلت ہوا، اس میں امام احمد رضا نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر ایک عجیب شاہکار تھی، ہر فرد محوِ سماعت تھا اور اکثر کے آنسو جاری تھے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان و رفعتِ مکان اور محبت و عنایت کا جو بیان فرمایا وہ آپ ہی کا حق تھا۔ دورانِ تقریر حضرت والد ماجد کے متعلق کچھ قیمتی ارشادات اور بہترین کلماتِ خیر ارشاد فرمانے کے بعد نہایت محبت بھرے انداز میں فرمایا :-

"اے جبل پور کے مسلمانو! مولانا عبد السلام کی ذاتِ ستودہ صفات صرف تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے لئے عید الاسلام ہے اور میں آج سے مولانا عبد السلام کے القاب میں خطاب عید الاسلام

[1] اس سند کا عکس کتاب کے آخر میں "نوادراتِ امام احمد رضا" کے تحت پیش کر دیا گیا ہے۔ — مسعود

کا اضافہ کرتا ہوں، آئندہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ علیہ السلام بولا اور لکھا جائے۔"

ان مقدس کلمات کے سنتے ہی مجمع نے بلند آواز سے والہانہ انداز میں تکبیر کہہ کر خلوص و محبت کے ساتھ مسرت کا اظہار کیا۔ والد ماجد اعلیٰحضرت کے قدموں کی طرف جھکے، اعلیٰ حضرت نے سینے سے لگا لیا اور دیر تک لگائے رہے، عجیب روح پرور، ایمان افروز اور دلکش منظر تھا اور نزولِ رحمت و برکت و سعادت کا وقت تھا، نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج رہی تھی، والد نے اعلیٰ حضرت کے دستِ اقدس کا بوسہ لیا، اعلیٰ حضرت نے آپ کی پیشانی چومی، جب تک یہ منظر رہا، پورا مجمع کھڑا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت لگاتا رہا، پھر اعلیٰ حضرت منبر پر رونق افروز ہوئے اور مجمع بھی بیٹھ گیا۔

اعلیٰ حضرت کو والد ماجد سے خاص تعلق تھا، اس خصوصی تعلق کا خوشی و غمی ہر موقع پر اظہار ملتا ہے، ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں چچا قاری بشیر الدین کا انتقال ہوا، ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اور ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء میں بھائی محمود اشرف کا انتقال ہوا۔ ان سب مواقع پر امام احمد رضا نے دلداری و غمخواری کی اور تعزیت نامے ارسال فرمائے۔

اعلیٰحضرت صفر المظفر ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں جبل پور تشریف لائے، بہت سے لوگ داخلِ سلسلہ ہوئے، اس وقت چچا قاری بشیر الدین علیل تھے، ماہِ شعبان میں مرض نے شدت اختیار کی، اعلیٰحضرت کو عریضہ لکھا گیا جس کے جواب میں مندرجہ ذیل والا نامہ صادر ہوا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ مولانا المبجل المکرم الفخم المعظم ذی الفضل التام والفیض العام والعز والاکرام مولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام دام مجدہ وانجح جدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :۔

نوازش نامہ تشریف لایا، مولیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ مولانا قاری بشیر الدین صاحب سلمہ اللہ وعافاہ کو عافیت تامہ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے بمنّہٖ وکرمہٖ آمین! امید کہ ان کی خیریت سے جلد جلد مطلع فرماتے رہیں، اعمال شفاء کہ عرض کر آیا تھا، استعمال فرماتے جائیں واللہ الشافی الکافی یشفی ویعافی ــــــــ کھانے کو جو چیز دی جائے، سورۂ طارق شریف دم کرکے دی جائے، یہ تعویذ حاضر کرتا ہوں گلے میں ڈالیں اور خیر خیریت سے مطلع فرمائیں، والدہ ماجدہ کی خدمت میں فقیر کا سلام عرض کریں، نیز مولانا قاری صاحب واندرونِ خانہ ونورالعین برہان میاں وزاہد میاں وسائر احباب کو سلام سنت الاسلام۔

فقیر احمد رضا غفرلہٗ

از بریلی ۱۲ رشعبان ۱۳۲۶ھ

یوم الاربعاء

قاری بشیر الدین صاحب برابر علیل رہے، ۲ رشوال ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء کو صبح نمازِ فجر کے وقت ان کا انتقال ہوگیا، دوسرے دن یعنی ۳ رشوال ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء کو بریلی میں اعلیٰ حضرت کے بھائی مولانا حسن رضا خاں کا وصال ہوا، اِدھر سے چچا کے انتقال کا تار گیا اور اُدھر مولانا حسن رضا خاں کے انتقال کا تار آیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء کو والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا، اعلیٰ حضرت کو اطلاع کی گئی تو آپ نے تعزیت کے ساتھ عربی میں ایک قطعۂ تاریخ بھی ارسال فرمایا!

اعلیٰ حضرت کا تعزیت نامہ اور قطعہ عربی ملاحظہ فرمائیں :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بملاحظۂ سامی جامع الفضائل قامع الرذائل لامع الفواضل ذی الکرم والکرامۃ والاکرام مولانا محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دامت معالیہ و بورکت ایامہ وحیاتہ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، :-

ان للہ ما اخذ وما اعطٰی وکل شیئ عندہ لاجل مسمی وان من اللہ عزاء فی کل مصیبۃ وخلفا من کل فائت وانما المحروم من حرم الثواب وانما یوفی الصّٰبرون اجرھم بغیر حساب وبشر الصّٰبرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون

وفی الصبر مرارۃ یعقبہا حلاوۃ یعلوھا طلاوۃ فالھمکم الصبر واعظم لکم الاجر واخلف لکم الخیر وحفظکم عن کل ضیر وغفر المرحومۃ ووقٰہا عذاب القبر وبیض وجہہا ورفع فی علیین کتابہا واجزل فی دار النعیم ثوابہا آمین آمین!

بر صاحبزادگان وسائر احبابِ اہلِ سنت سلام ودعائے رحمت و عافیت، والسلام مع الاکرام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۲۶ جمادی الاولیٰ یوم الجمعہ ۱۳۲۵ھ [1]

---

[1] اس مکتوبِ گرامی کا عکس کتاب کے آخر میں "نوادراتِ امام احمد رضا" کے تحت پیش کردیا گیا ہے۔ مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ رحلت عفیفا بیہ سکینہ خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ زوجہ مقدسہ

جناب فضائل نصاب فواضل مآب حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ

جناب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب قادری جبل پوری ادام اللہ

بالفیض النوری، آمین!

حلت لمن عبد السلام حلیلۃ

فی العدن وھی حصینۃ ورزینۃ

ھی للعفاف مدی الحیٰوۃ لزینۃ

وبعفوہٖ فی الممات مزینۃ

سال الرضا عام الوفاۃ مع الدعا

قلت "ارحم التابوت فیہ سکینۃ"

۱۳۲۹ھ

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۲۵ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ یوم الخمیس [1]

۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء میں میرا بھائی تولد ہوا جس کا نام اعلیٰ حضرت نے محمود اشرف رکھا،

۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء کو اس بھائی کا انتقال ہو گیا، اعلیٰ حضرت کو اطلاع دی گئی، آپ نے

والد ماجد کے نام مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ جامع الفضائل القدسیہ قامع الرذائل الانسیہ مولانا المبجل المکرم المعظم ذی المجد

الاتم والفضل والکرم جناب مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب دامت معالیہ و

برکت ا یا مد دلیا لیہ آمین

---

[1] اس قطعہ تاریخ وفات کا عکس کتاب کے آخر میں نوادرات امام احمد رضا کے تحت پیش کر دیا گیا ہے۔ مستقل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کان اللہ لکم فی الدنیا والآخرہ :۔

تصدیقات سامی تشریف لائیں، رسالہ درۃ التاج بھی ملا،

عزیز بجان محمود اشرف جعلہ اللہ تعالیٰ فرطا لکم و اعظم اجودکم و اتم نورکم و ادام صبورکم واجزل سرورکم فی الدین والدنیا والآخرۃ ، انا للہ و انا الیہ راجعون ان للہ ما اخذ و ما اعطی وکل شیئ عندہ لاجل مسمی انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر عظیم ۔ اللہ تعالیٰ برہان میاں کو برہان السنہ، برہان الاسلام، برہان الدین کرے، اللھم آمین اللھم آمین اللھم آمین!

دفع اختلاج کے لئے ۷بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ پانی پر روز دم فرماکر وایک جرعہ نوش فرمالیا کیجئے نیز ہر نماز کے بعد ۱۱بار یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم دل ما را کن مستقیم بحق ایاک نعبد وایاک نستعین، اول آخر درود غوثیہ ایک ایک بار پڑھ کر دل پر دم فرمالیا کیجئے ۔

فقیر دعاگو ان دنوں مبتلائے افکار تھا اور رہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ، چیچک کی کثرت رہی ، فقیر کا ایک نواسہ قدسی نام ، ڈیڑھ برس کا اسی میں جاں بحق تسلیم ہوا ، دوسرے نواسے کو بشدت نکلی ، تیسرے پر اس سے پہلے ہی بہت امراض کا زور تھا انہیں میں چیچک بھی نکلی ، چوتھے کے جو سب میں بڑا ہے کم نکلی ، چھوٹا نبیرہ بشدت اس میں مبتلا ہوا ، یہ سب بحمدہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے شفایاب ہوئے ، وللہ الحمد!

رام پور کے بعض اہل سنت نے مسئلۂ اذانِ ثانی میں

۳

والدِ ماجد مولانا عبدالسلام، ندوۃ العلماء کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ (۱۳۱۲ھ)، اور بریلی (۱۳۱۳ھ) میں شریک ہوئے، پھر جب ندوے کی حقیقت معلوم ہوئی تو اس کے خلاف ہونے والے اجلاس منعقدہ پٹنہ (۱۳۱۸ھ)، کلکتہ (۱۳۱۹ھ) اور بنگلور (۱۳۲۲ھ) میں شریک ہوئے اور امام احمد رضا کی ہدایات و مشوروں پر ان جلسوں میں اہم کردار ادا کیا ——— اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:۔

ہندوستان میں ندوے کی تحریک چلی اور ہندوستان کے علماء و مشاہیر کے نام دعوت نامے جاری ہوئے، جدِ امجد مولانا محمد عبدالکریم حیدرآبادی اور والدِ ماجد کے نام بھی دعوت نامے آئے ——— والدِ ماجد کا ابتدائی شباب کا زمانہ تھا، اس نئی تحریک کے اغراض و مقاصد کو دیکھ کر اس کے اجلاس لکھنؤ میں شرکت کا خیال ہوا، جدِ امجد سے ذکر کیا، انہوں نے پورے حالات سنکر فرمایا:۔

"میں شرکت سے تمہیں نہیں روکتا مگر بہت سمجھداری اور احتیاط سے کام لینا اور باطل و فاسد خیالات سے اپنے کو بچانا"

والدِ ماجد لکھنؤ کے لئے روانہ ہوئے، الہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین صاحب[1] کا ساتھ ہوگیا ——— لکھنؤ کا یہ اجلاس نہایت شاندار اجلاس تھا، ہر فرقہ، ہر مکتبِ خیال کے مشاہیر و سربرآوردہ شریک تھے، اس اجلاس میں مسلمانوں کی تعلیمی،

---

[1] مولانا محمد حسین الہ آبادی، اہلِ سنت کے مشہور و معروف عالم و صوفی تھے، ۱۸۵۳ء میں ان کی ولادت ہوئی، شیخ الاسلام سید احمد دحلان مکی سے سندِ حدیث لی، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی سے بیعت ہوئے اور سلسلہ اجازت و خلافت حاصل کی، ۹ رجب ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء کو انتقال فرمایا۔ مسعود

ثقافتی، اخلاقی، معاشرتی حالات کا جائزہ لیا گیا۔ ان مسائل کو اپنی مختصر تقریر میں ناظم ندوہ نے روشنی ڈالتے ہوئے پیش کیا ——— شبلی نعمانی نے طویل تقریر کی، دوسری نشست میں تجاویز مرتب کی گئیں، والد ماجد کو مجلس عاملہ کے خصوصی اراکین میں لیا گیا ———

ندوے کے عام کھلے اجلاس میں والد ماجد کی تقریر مسلمانوں کی اصلاح تعلیم و معاشرت کے سلسلے میں تعمیری امور پر ہوئی، تمام خواص و عوام نے پسند کی مگر سنیت اور اہل سنت کے سلسلے میں والد ماجد نے جو کچھ فرمایا اس پر شبلی نعمانی صاحب نے نکتہ چینی کی؛ جبل پور واپس آکر والد ماجد نے حضرت جد امجد کو تفصیلی حالات سنائے، وہ حالات سُن کر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

ندوۃ العلماء کے بریلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے خصوصی دعوت نامہ اور پوسٹر آیا۔ حضرت جد امجد نے خوشی سے اجازت دی اور اس کے ساتھ اعلیٰ حضرت سے ملاقات کے سلسلے میں جو ہدایت فرمائی، اس کے بارے میں پیچھے عرض کیا جا چکا ہے ——— والد ماجد بریلی روانہ ہوئے اور بریلی میں ڈپٹی اشفاق حسین کے ہاں قیام ہوا، ڈپٹی صاحب جبل پور میں تحصیلدار تھے، بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے، پھر پنشن لے کر اپنے وطن بریلی روانہ ہو گئے۔ ڈپٹی صاحب حضرت جد امجد سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور والد ماجد سے دوستانہ محبت رکھتے تھے، ڈپٹی صاحب کے یہاں والد ماجد کو امام احمد رضا کا رسالہ ملا جس کا عنوان تھا:

سوالات حقائق نما بروس ندوۃ العلماء [1]

---

[1] امام احمد رضا کو ندوۃ العلماء کے طرز فکر سے اختلاف تھا جس کا اندازہ ملفوظات امام احمد رضا حصہ دوم، ص ۲۰۲ کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ہوتا ہے :-

" ندوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نیچری، وہابی، قادیانی، رافضی، سب اہل قبلہ میں لہٰذا سب مسلمان ہیں، اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جیسے گورنمنٹ کہ اسے اس کی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے ——— ہم لیے عقیدۃً کا ہے

والدِ ماجد نے رسالے کا بغور مطالعہ کیا اور اپنے ساتھ اجلاس میں لے گئے ندوہ کی مجلس کے اجلاس کی افتتاحی تقریر میں شبلی نعمانی نے اسلامی مدارس کے نصاب تعلیم کو آسان بنانے کے لئے اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے درسِ نظامی کے نصاب پر حملہ کیا اور کہا کہ طالب علم کے کئی سال برباد ہوتے ہیں اور عربی فارسی کے ساتھ انگریزی کو بھی نصابِ تعلیم میں داخل کرنے پر زور دیا، تقریر کے آخر میں علمائے اہلسنت اور خصوصاً اعلیٰ حضرت کی ذاتِ مقدسہ پر چوٹیں کیں۔ شبلی کی تقریر ختم ہوئی، والدِ ماجد نے درسِ نظامی اور علمائے اہلِ سنت کے سلسلے میں شبلی کے اندازِ گفتگو اور طرزِ تقریر پر اعتراض کیا، مولانا محمد حسین الٰہ آبادی نے والدِ ماجد کی تائید کی اور چند کلمات بہترین انداز میں شبلی کی تقریر کے خلاف فرمائے، شبلی بہت ناگوار جذبے کے ساتھ کھڑے ہوئے اور سخت لہجے میں والدِ ماجد اور مولانا محمد حسین صاحب پر برس پڑے اور والد کو "لونڈا" اور مولانا الٰہ آبادی کو "جٹادھاری" کہہ ڈالا۔ شبلی کا یہ انداز سب کو بُرا معلوم ہوا، والدِ ماجد کھڑے ہوئے اور شبلی کی اس پست اخلاقی اور ذاتی حملے پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر علماء و مشائخ و اراکین کو ان کے اظہارِ خیال پر اس طرح ذلیل کیا جا رہا تو ع

کارِ ندوہ تمام خواہد شد

میں مجلسِ عاملہ کا رکنِ خصوصی ہوتے ہوئے اپنی اور مولانا محمد حسین صاحب کی توہین پر احتجاجاً اس مجلس سے جا رہا ہوں۔"

اس کے بعد اعلیٰ حضرت کے رسالۂ مذکورہ پر دستخط کر کے شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

(بقیہ) اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا، قرآنِ عظیم فرماتا ہے افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون ؟ مسعود

لہ "جٹادھاری" کے معنی ہیں:۔

۱۔ لمبے لمبے بال والا ہندو فقیر۔

۲۔ سانپ جس کے سر پر بال ہوتے ہیں۔ مسعود

"اس کے ہر سوال کا مفصل جواب دے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے تمام ہم خیال ارکین کا ذمہ ہے اور آپ سب کا اخلاقی فرض ہے۔"

اس کے بعد والد ماجد اپنی قیام گاہ پر آئے، پھر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کی تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں۔

حضرت جد امجد کے وصال (۱۳۱۷ھ) کے بعد ندوہ کے اجلاس پٹنہ کا دعوت نامہ اور ایک نہایت طویل اشتہار والد ماجد کے نام آیا ——— والد ماجد دار الافتاء، درس اور دیگر دینی مشاغل میں مصروف تھے مگر پھر بھی پٹنہ تشریف لے گئے جس کی تفصیل یہ ہے:

پٹنہ میں مولانا قاضی عبد الوحید صاحب[1] فردوسی ایک نہایت با اثر و صحیح العقیدہ، متمول بزرگ تھے جن کے زیر اہتمام مدرسۂ حنفیہ اہل سنت چل رہا تھا، قاضی صاحب نے اجلاس ندوہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کو بریلی خط لکھا، اعلیٰ حضرت نے قاضی صاحب کو والد ماجد سے رابطہ کے لئے لکھا اور والد ماجد کو قاضی صاحب کی اعانت کی ہدایت فرمائی۔ قاضی صاحب کی طلب پر والد ماجد پٹنہ تشریف لے گئے۔ قاضی صاحب کے مدرسۂ حنفیہ اہل سنت کا سالانہ جلسۂ دستار بندی ہونے والا تھا۔ ندوہ کے اجلاس میں دو ماہ کی دیر تھی، والد ماجد کے مشورہ پر مدرسہ حنفیہ کے اجلاس بھی انہیں تاریخوں میں منعقد کئے گئے، والد ماجد ندوہ کے حالات کے پیش نظر تجاویز و تحاریک و تعارفیہ کے عنوانات اور لائحۂ عمل مجلس انتظامیہ وغیرہا قاضی صاحب و دیگر مشیران کار کے ساتھ ترتیب دیکر واپس آ گئے اور سلسلہ خط و کتابت برابر قائم رہا۔

رجب ۱۳۱۸ھ کو پٹنہ میں ندوہ کے عام اجلاس کا دعوت نامہ خصوصی والد ماجد کے نام آیا۔

---

[1] قاضی عبد الوحید، ہندوستان کے مشہور و معروف محقق قاضی عبد الودود بیرسٹر پٹنہ کے والد تھے موصوف امام احمد رضا سے بیعت تھے اور اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔ موصوف کی ادارت میں پٹنہ سے ماہنامہ تحفۂ حنفیہ نکلا کرتا تھا، ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں انتقال فرمایا۔ مسعود

اور انہیں تاریخوں میں مدرسہ حنفیہ اہل سنت (پٹنہ) کے اجلاس کا دعوت نامہ و اعلانات پہنچے، بریلی سے اعلیٰ حضرت کا والا نامہ آیا کہ ان سے مل کر پٹنہ جائیں چنانچہ خصوصی ہدایات دے کر اور دوسرے دن کے اجلاس میں خود شرکت کے ارادہ کا اظہار فرما کر والد ماجد و چچا کو خاص دعاؤں کے ساتھ پٹنہ کے لئے رخصت کیا۔

یہ دونوں حضرات پیلی بھیت کے مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی اور بریلی و پیلی بھیت کے کچھ علماء اعلیٰ حضرت کی اجازت و ارشادات و ہدایات لے کر بریلی سے پٹنہ روانہ ہوئے، ٹرین میں بدایوں کے حکیم عبدالقیوم صاحب، مولانا محب احمد صاحب اور کچھ دوسرے علمائے بدایوں کا ساتھ ہو گیا — بنارس اور پٹنہ کے درمیان کسی اسٹیشن پر حکیم صاحب حاجت ضروریہ کے لئے نیچے اترے کہ اس زمانے میں ٹرین میں بیت الخلاء وغیرہ نہیں ہوتے تھے، ابھی وہ نیچے ہی تھے کہ انجن نے سیٹی دی اور ٹرین چلنے لگی، چلتی ٹرین میں حکیم صاحب نے چڑھنے کی کوشش کی مگر پیر رپٹ گیا اور وہ پلیٹ فارم اور ٹرین کے درمیان آ گئے اور دور تک رگڑتے چلے گئے مگر کوئی عضو ٹرین کی زد میں نہیں آیا پھر بھی اندرونی طور پر ایسے مجروح ہو گئے کہ جانبر نہ ہو سکے اور مدرسہ حنفیہ کے آخری اجلاس کے دوسرے دن ۱۴ رجب ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء کو انتقال فرما گئے۔

۸ رجب ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء کو علی الصباح مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی اور اعلیٰحضرت پٹنہ تشریف لائے — مدرسہ حنفیہ کے روزانہ جلسے ہوتے رہے — صبح ۱۲ بجے تک اور رات ۲ بجے تک، یہ سلسلہ بجائے تین دن کے چار دن تک پوری شان کے ساتھ جاری رہا[1] — حضرت والد ماجد چاروں دن تقریر کے علاوہ اجلاسوں کے نظم و ضبط اور تقریروں کی ترتیب کو سنبھالنے کی ذمہ داری بھی انجام دیتے رہے۔

---

[1] اجلاس مسلسل ایک ہفتہ جاری رہا یعنی ۷ رجب سے ۱۳ رجب ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء تک، قاضی عبدالوحید صاحب نے "دربار حق و ہدایت" کے نام سے اس کی روئیداد مرتب کی تھی جو ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں مطبع حنفیہ، پٹنہ میں طبع ہوئی۔ مسعود

اعلیٰ حضرت کی پہلی تقریر مسلسل تین گھنٹے ہوئی، مولانا شاہ عبد القادر بدایونی اور دوسرے علمائے اہل سنت کی تقریروں اور بیانات نے تحریک ندوہ کی اصلی تصویر پیش کر کے مسلمانوں کو متنبہ کیا اور اعلیٰ حضرت نے کھلے اجلاس میں " فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین" پیش فرما کر ہر طبقۂ فکر و خیال کو اس پر غور و فکر کی دعوت دی اور اہل ندوہ کو باہمی افہام و تفہیم کے لئے بلایا مگر کوئی نہ آیا ــــ اس موقع پر بہت سے علماء و عوام نے جو تحریک ندوہ میں شریک ہو گئے تھے ندوہ سے اپنی علیحدگی اور جماعت اہل سنت میں شمولیت کا اعلان کیا ــــ

۱۳۱۹ھ میں کلکتہ میں ندوہ کے اجلاس کے جلی حرفوں میں پوسٹر شائع ہوئے ــــ حاجی لعل خاں صاحب نہایت صحیح العقیدہ، متصلب سنی بزرگ ایک فرم، عبد اللہ علی رضا کے کلکتے کے آفس میں جنرل منیجر تھے اور کلکتے کے عوام و خواص میں بہت معزز و باثر تھے، آپ نے ندوہ کے مقابل علمائے اہل سنت کے عام اجلاس کا اہتمام کیا، بریلی لکھ کر اعلیٰ حضرت سے تعاون کی درخواست کی اور مدار ا بابت جاہی اعلیٰحضرت نے والد ماجد کی طرف رجوع کرنے کے لئے لکھا اور والد صاحب کو حاجی صاحب سے تعاون کے لئے فرمایا۔

امام احمد رضا اور حاجی صاحب کے تار پر والد ماجد اجلاس سے تین دن قبل کلکتہ پہنچ گئے، اعلیٰ حضرت بریلی سے اجلاس کے دن تشریف لائے، تحریک ندوہ کے رد میں اہل سنت کے اجلاس دو دن منعقد ہوئے اور اہل ندوہ کو کلکتہ سے نامراد و ناکام جانا پڑا، والد ماجد اعلیٰ حضرت کے ساتھ کلکتہ سے بریلی گئے، ایک ہفتہ بعد جبل پور آئے، اجلاس کلکتہ کی مختصر روداد ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) کے ۱۳۲۰ھ کے کسی شمارے میں شائع ہوئی تھی۔

کلکتہ کے بعد اہل ندوہ کی طرف سے بنگلور میں زوردار اجتماع کا اعلان ہوا ــــ بنگلور کے سر قاضی عبد القدوس صاحب نہایت باثر، صحیح العقیدہ، متصلب سنی عالم تھے، انہیں اس اجلاس کی دعوت صدارت دی گئی، قاضی صاحب نہایت سادہ مزاج، منکسر مزاج بزرگ تھے مگر اہل ندوہ اور اہل دیوبند کے خیالات سے واقف تھے اس لئے انہوں نے

اس دعوت کو رد کر دیا اور عام مسلمانوں کو ان کے خیالات سے بچنے کی تلقین فرمائی
—— قاضی صاحب نے اجلاس ندوہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کو مطلع کیا،
اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد سے رابطہ کے لیئے لکھا اور والدِ ماجد کو بنگلور جا کر قاضی صاحب
سے تعاون کی ہدایت فرمائی، بنگلور سے قاضی صاحب کا دعوت نامہ آیا جس میں تفصیلات
درج تھیں، والد ماجد اعلیٰ حضرت کے ارشاد کی تعمیل میں بنگلور روانہ ہو گئے۔

والدِ ماجد اجلاسِ ندوہ سے ایک ہفتہ قبل بنگلور پہنچ گئے اور تقریروں کا سلسلہ
شروع ہو گیا جس میں آپ نے اہل سنت وجماعت اور مخالفین اہل سنت کے افکار وعقائد
کو بیان فرمایا جس کا اثر یہ ہوا کہ اہلِ ندوہ کو اپنا اجلاس ملتوی کرنا پڑا۔ اس کے بعد قاضی
سید عبد القدوس کی صدارت میں اہلِ سنت کا کھلا اجلاس ہوا جو نہایت کامیاب رہا،
مخالفین کو باہمی افہام وتفہیم کے لئے دعوت دی گئی مگر کوئی نہ آیا —— قاضی صاحب نے
اہلِ سنت کے ان کامیاب اجتماعات کی خبر بذریعہ تار اعلیٰ حضرت کو بھیجنے والے تھے کہ اعلیٰحضرت
کا بریلی سے تار پہنچا جس میں والدِ ماجد کو ان اجتماعات کی کامیابی کی مبارکباد اور فرزند کی
ولادت کی بشارت دی گئی تھی۔ سب لوگ حیران تھے کہ ابھی تو تار بھی نہیں دیا گیا، اعلیٰحضرت
کو کیسے خبر ہو گئی؟ اور یہ فرزند کی بشارت کیسی جب کہ خود والدِ ماجد کو بھی خبر نہ تھی مگر خدا کی
شان جبل پور میں صبح نمازِ فجر کے بعد میرا بھائی محمود اشرف اسی روز تولد ہوا جس روز کامیابی
کا تار اعلیٰ حضرت کو بھیجا جانے والا تھا —— حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے:۔

اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله تعالیٰ

اعلیٰ حضرت کی فراستِ صادقہ کے نور نے، اجتماعات کی کامیابی اور فرزند کی بشارت
قلبِ اطہر پر القا فرما دی —— اعلیٰ حضرت کے تار کے چند گھنٹے بعد جبل پور سے
ولادتِ فرزند کا تار پہنچا —— والد ماجد جبل پور میں قاضی صاحب اور اہل جبل پور کے
کے اصرار پر پورے دو ماہ بنگلور میں رہے، تقریروں وغیرہ کا سلسلہ جاری رہا، انجمن معین الاسلام
بنگلور کی طرف سے نہایت شاندار الوداعی جلسہ ہوا جس میں سپاسنامہ وغیرہ پیش کیے گئے
اور والدِ ماجد کی پرجوش پذیرائی ہوئی ——

اعلیٰ حضرت نے ندوے کی معاندِ اہلِ سنت کارروائیوں کو خوب واشگاف فرمایا اور ان کے بارے میں علمائے حرمین کے سامنے استفتا پیش کیا اور فتویٰ طلب کیا۔ حرمین کے یہ فتوے مندرجہ ذیل عنوان سے عربی مع اردو ترجمہ شائع ہوئے :-

فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین

۱۳۱۷ھ

اس کی اشاعت نے تحریکِ ندوہ کو بہت صدمہ پہنچایا —— ان مساعی کے علاوہ اہلِ سنت کی طرف سے برابر اہلِ ندوہ کے قابلِ اعتراض افکار و عقائد کا تعاقب ہوتا رہا اور یہ سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا [۱]

---

[۱] تحریکِ ندوہ اور اہلِ ندوہ کے عقائد و افکار اور ان پر اہلِ سنت کے اعتراضات کے سلسلے میں مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں :-

۱- حکیم مومن سجاد کانپوری : ندوہ کا ٹھیک فوٹوگراف (۱۳۱۴ھ) مطبوعہ مطبع اہلسنت وجماعت بریلی

۲- مولوی ضیاء الدین خان، مزیق شرارات ندوہ (۱۳۱۴ھ) ، " " "

۳- محمد محبوب علی عاشق بریلوی : سوالات وجوابات ندوۃ العلماء ، " " "

۴- شاہ محمد حسین قادری : تہدید الندوہ بنام تاریخی تاکید المحسن تائید الندوہ (۱۳۱۴ھ) مطبع اعوان اہلِ سنت وجماعت ، پٹنہ

۵- اظہارِ مکائدِ اہلِ الندوہ (۱۳۱۴ھ) ردِ رسالہ شرح مقاصد اہلِ ندوہ ، مطبوعہ بریلی

۶- تقریباتِ ثلاثہ (۱۳۱۴ھ) از شاہ محمد ابراہیم، مولوی محمد حسین بریلوی، حکیم مومن سجاد، مطبوعہ مطبع اہلِ سنت وجماعت ، بریلی

۷- حکیم محمد مومن سجاد : عرضِ صور بر ندوۂ شاہجہان پور (۱۳۱۶ھ) مطبوعہ مطبع اہلِ سنت وجماعت بریلی

۸- محمد عبدالغنی : اشکالات برارت ندوہ ، مطبوعہ مدراس (۱۳۲۱ھ) وغیرہ وغیرہ

مستورد

۴

جس سال اعلیٰ حضرت نے والد ماجد مولانا شاہ محمد عبدالسلام کو سندِ اجازت عطا فرمائی (یعنی ۱۳۱۳ھ میں) میری عمر تین سال کی تھی، میری ولادت پنجشنبہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء کو نمازِ فجر کے وقت ہوئی، نمازِ فجر کے بعد جدِ امجد مولانا محمد عبدالکریم تلاوت فرما رہے تھے، جب دادی صاحبہ نے ولادت کی خبر دی تو اس وقت آیہ کریمہ

قد جاءکم برھان من ربکم تلاوت فرما رہے تھے، سنتے ہی فرمایا:

"الحمد للہ! برہان آگیا"

جدِ امجد نے میری ولادت پر مادۂ تاریخی بھی ارشاد فرمایا جو والدِ ماجد نے اپنی یادداشت میں اس طرح تحریر فرمایا ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخِ ولادت برخوردار، فرخندہ آثار، قرۃ العیون میاں محمد برہان الحق مدّ عمرہٗ

از

ریختۂ کلک گوہر سلک جدِ امجدش مدظلہ

حبذا مولودِ خوش از فضلِ حق — جلوہ گر شد در فضائے آب و گل

بست و یک از اولِ ماہِ ربیع — صبح روزِ پنجشنبہ متصل

فکرِ تاریخِ ولادت گفت ہاے — آمدہ برہانِ حق در خانہ دل

۱۳۱۰ھ

حضرتِ والدِ ماجد نے مادۂ تاریخِ ولادت قرآنِ کریم کی اس آیتِ کریمہ سے نکالا ہے:-

وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ (۱۳۱۰ھ)

میں جب پانچ سال کا ہوا، ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو حضرت جدِ امجد نے بسم اللہ شریف

کی افتتاح فرمائی اور مبارک دعاؤں، نیک تمناؤں کے ساتھ مجھے پڑھایا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللّٰھم رب یسر ولا تعسر علی وتمم بالخیر یافتاح یاعلیم افتح باسمک ا، ب، ت، ث، ج الحمد للہ ما انعم علی واحسن الیّ۔

یہ میری ابتدائی عمر کی داستان تھی۔

بریلی سے واپس آکر والدِ ماجد نے تمام ذمہ داریاں خود سنبھال لیں کیونکہ حضرت جدِ امجد بے انتہا ضعیف اور بصارت سے بالکل معذور ہو چکے تھے ——— میری تعلیم صبح ۱۲ بجے تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک اور عشاء کے بعد سے دس بجے تک ہوتی، عربی والدِ ماجد سے، فارسی چچا بشیر الدین صاحب سے جاری رہی درس کے درمیان اکثر دورانِ گفتگو اعلیٰ حضرت کا ذکرِ خیر ہوتا تو میرا دل زیارت اور قدمبوسی کی تمنا میں بے تاب ہو جاتا۔

۱۳۱۸ھ میں جبل پور میں پلیگ کی وبا نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا، میں نے خواب دیکھا کہ میں پلیگ میں بیمار ہوا، اعلیٰ حضرت کے پاس سے تعویذ آیا، میں اچھا ہو گیا، اس خواب کا میں نے والدہ اور چچا سے ذکر کیا، انہوں نے دھمکا کر اور سمجھا کر ٹال دیا، میں بھی خواب کو بھول گیا، دو تین ہفتے گزر گئے، ۷ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۱ء کو شام ران میں گلٹی کے ساتھ بخار آیا، ۸ ذی الحجہ کو بخار تیز ہو گیا اور گلٹی میں درد بڑھ گیا، حکیم عبدالرحیم کا علاج شروع ہوا، والدِ ماجد سے والدہ اور چچا نے میرے خواب کا ذکر کیا، اعلیٰ حضرت کو تار دیا گیا، میرا مرض بڑھتا گیا، بقر عید کا دن غفلت بیہوشی میں اور گھر میں تمام حضرات کا رونے ہوئے پریشانی میں گزرا، عید کی نماز قربانی وغیرہ سب بہتے آنسوؤں کے ساتھ ادا کئے گئے۔ ۱۱ ذی الحجہ کو دوپہر کے وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری گردن پر کوئی ہاتھ لگا، کچھ ہوش آیا، آنکھ کھلی، دیکھا بڑے چچا میرے گلے پر کچھ باندھ رہے ہیں، والدین اور گھر کے تمام لوگ، بھائی بہن چاروں طرف کھڑے رو رہے ہیں،

میں نے چچا سے پوچھا کیا ہے؟ ——— جواب دیا وہی جو تم نے خواب دیکھا تھا، اعلیٰ حضرت کا تعویذ ابھی آیا، وہ باندھ رہا ہوں ——— بفضلہٖ تعالےٰ میں تعویذ مبارک کی برکت سے بالکل اچھا ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا فرمائی ——— اب تو اعلیٰ حضرت کی زیارت اور قدمبوسی کا ذوق وشوق دن بدن بڑھتا گیا ——— وقت گزرتا گیا اور تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔

شوال ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو بریلی سے اعلیٰ حضرت کا تار آیا جس میں حرمین طیبین کے قصد اور دعا کے لئے فرمایا تھا اور بمبئی سے جہاز کی روانگی کی تاریخ لکھی تھی، والد ماجد نے مشایعت کے لئے بمبئی جانے کا قصد فرمایا مگر جہاز جانے کے بعد پہنچتے اس لئے ارادہ ملتوی فرمادیا۔

ربیع الاول ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت کی سفر مبارک سے مراجعت کی اطلاع ملی، والد ماجد نے استقبال کے لئے بمبئی کا قصد کیا، میں نے خواہش کی تو مجھے بھی لے لیا، چنانچہ والد ماجد، چچا بشیر الدین اور میں بعونہ تعالیٰ بمبئی پہنچے، اسٹیشن پر سیٹھ حاجی نور محمد عثمان، حاجی عیسیٰ خان محمد اور احباب نے استقبال کیا، ان احباب سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت صبح تشریف لے آئے، قصائی محلے میں گورے بابو کے ہاں قیام ہے۔

ہمارا قیام سیٹھ حاجی نور محمد عثمان کے ہاں زکریا مسجد کے قریب ایک گلی میں ہوا، ہم اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عقیدت مندوں کا ہجوم تھا، سلام کی آواز پر جواب کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی نظر مبارک والد ماجد پہ پڑتے ہی اعلیٰ حضرت کھڑے ہوگئے اور دو تین قدم بڑھ کر والد ماجد، پھوپھا سے معانقہ فرماتے ہوئے دعا پڑھی، خیریت پوچھی فرمائی، میں قدموں پہ بوسہ لے رہا تھا، اعلیٰ حضرت نے مجھے اٹھایا، والد ماجد نے مجھے پیش کیا، اعلیٰ حضرت نے مجھے بھی سینہ سے لگالیا، میری پیشانی پر لب مبارک رکھ کر دعاؤں سے مجھے سرفراز فرمایا ——— مدتوں سے جو تمنا اور آرزو دل میں تڑپ رہی تھی آج اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائی، اعلیٰ حضرت کی

زیارت اور قدم بوسی کا پہلی بار یہ شرف مجھے بمبئی میں حاصل ہوا الحمد للہ الذی شرفنی بلقاء رؤیۃ وتقبیل قدمی امام اہل السنۃ و مجدد المائۃ الحاضرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ——— ہاں تو اعلیٰ حضرت کے کھڑے ہوتے ہی پورا مجمع کھڑا ہوگیا، اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد کو اپنے متصل نشست پر بٹھایا، ہم لوگ بھی قریب ہی بیٹھ گئے، میری تعلیم کے سلسلے میں والدِ ماجد سے دریافت فرمایا اور دعا دی، اعلیٰ حضرت کے ارشادات جاری رہے، بمبئی میں تقریباً دس دن قیام رہا۔

بریلی حاضری کی یہ صورت ہوئی کہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں مسئلہ اذانِ ثانی کے سلسلے میں مخالفین نے اعلیٰ حضرت پر مقدمہ دائر کردیا، والدِ ماجد کے نام اعلیٰ حضرت کا تار آیا تو والدِ ماجد بریلی روانہ ہوئے، میں بھی ساتھ ہی روانہ ہوگیا، چچا حافظ عبدالشکور صاحب اور منشی عبدالغفار صاحب بھی ساتھ تھے، دورانِ سفر میں نے فارسی میں چند اشعار کا سلام لکھا، بریلی حاضر ہوئے، اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا، اس خادم برہان کی بریلی میں پہلی حاضری تھی، الحمد للہ اور اعلیٰ حضرت کی زیارت و قدمبوسی کا تیسرا موقع تھا۔

بریلی میں پہلے جمعہ کو نمازِ جمعہ کے بعد اعلیٰ حضرت مسجد سے آکر پھاٹک کے اندر پلنگ پر رونق افروز ہوئے، والدِ ماجد قریب ہی کرسی میں اور تقریباً چالیس عقیدت مند کرسیوں، بنچ، چارپائی اور تخت پر بیٹھے، خادم برہان حضرت کے پیر دبانے لگا، پلنگ کے بائیں جانب تخت پر منشی عبدالغفار اور کچھ لوگ بیٹھے تھے، اعلیٰ حضرت کسی سوال کے جواب میں کچھ فرما رہے تھے، میں نے جو سلام دورانِ سفر لکھا تھا منشی عبدالغفار کو دے دیا تھا کہ اچھی طرح دیکھ لیں، کسی وقت اعلیٰ حضرت کو سنانا ہوگا، یہ بہترین موقع تھا، میں نے منشی جی کو اشارہ کیا، منشی جی نے عرض کی 'حضور کچھ نعت شریف پیش کرنا چاہتا ہوں، ——— بسم اللہ فرماکر حضرت تو پیر کھینچ کر با ادب بیٹھ گئے، میں دارالافتاء کے کمرے میں چلا گیا، سب لوگ درود شریف پڑھنے لگے،

منشی جی نے بسم اللہ اور درود شریف پڑھ کر سلام شروع کیا :

سلام

حضور سید خیر الوریٰ سلام علیک
بہ بارگاہِ شفیع الوریٰ سلام علیک

روم بسوئے تو، بر بہ قدم کنم سجدہ
نوائے قلب شود سیدا، سلام علیک

بجز درت نکشایم بہ ہیچ در دستم
تو ئی ست قبلۂ حاجات۔ سلام علیک

عطائے عم علی کل ذرۃ فامطر
علی غیث عطا من عطا سلام علیک

اعلیٰ حضرت کے پلک مبارک پر کچھ قطرے جھلک رہے تھے، جب منشی جی نے

یہ شعر پڑھا ؎

بہ احمد سے کہ رضائیش عزیز رضائے خداست
بگو زمن بصلوٰۃ : اے صبا، سلام علیک

سامعین اور اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد کی طرف دیکھا، اس شعر کو بار بار پڑھا گیا، جب مقطع

پڑھا گیا تو وہ بھی کئی بار پڑھا گیا ؎

رسی چو بر در احمد رضا بگو برہاں !
بصد ادب بہ شہا سیدا، سلام علیک

اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد سے فرمایا۔ برہان میاں نے لکھا ہے ؟ ماشاء اللہ! بارک اللہ!

——— پھر فرمایا۔ میں غور کر رہا تھا کہ جامی کے طرز پر کس نے طبع آزمائی کی ہے ؟ کہاں

ہیں برہان میاں : ——— میں ادب کے ساتھ سامنے حاضر ہوا، اعلیٰ حضرت نے

ارشاد فرمایا :-

"حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نعت شریف پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر سنانے کی اجازت دی، نعت شریف کو بہت پسند فرمایا، جسمِ اقدس پر بردِ شامی (شامی چادر) تھی، اتار کر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر اڑھا دی، فقیر کیا حاضر کرے ؟ "

امام احمد رضا اور مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

الٰہی نگہدار برہانِ حق
بود دائما از وے اعلائے حق

امام احمد رضا

اتنا فرما کر سرِ اقدس سے عمامہ اتار کر خادم کے جھکے سر کو سرفراز فرمایا اور دعائے درازیٔ عمر و ترقیٔ علم و ثبات و استقامت فرمائی، نمازِ جمعہ حضرت نے اسی عمامے سے پڑھائی تھی، یہ اعلیٰ حضرت کے دستِ کرم سے خادم کی پہلی سرفرازی تھی، الحمد للہ! عمامۂ مقدس تبرکات میں محفوظ ہے اور عیدِ میلادِ مبارک اور عیدِ غوثیہ قادریہ میں تقریر کے دوران اسے زیبِ سر کرتا ہوں۔

دورانِ قیامِ بریلی والد نے مجھے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اکتسابِ فیض و تہذیب و تربیت و تکمیلِ علومِ ظاہری و باطنی و روحانی کے لیے بھیجنے کی اجازت چاہی ہم دو ہفتے بریلی رہ کر چلے آئے، پھر شوال ۱۳۳۲ھ کے دوسرے ہفتے میں، میں بریلی حاضر ہو گیا، دار الافتاء دیکھنا، اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بیٹھ کر حضرت کے ارشادات لکھنا، وقت ملتا تو دار العلوم منظر اسلام میں صدر مدرس مولانا ظہور حسین صاحب رامپوری کے پاس بھی درس میں شریک ہوتا ——— اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب[1] اور مولانا امجد علی صاحب[2]، ہم تینوں ساتھ ہی کھانا کھاتے ہم تینوں کا زیادہ وقت دار الافتاء ہی میں گزرتا۔

---

[1] مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں، امام احمد رضا کے صاحبزادے اور جانشین ہیں، ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں بریلی میں ولادت ہوئی، مشہور مفتی، متبحر عالم اور عارفِ کامل ہیں، شیخ الحرم سید علوی مالکی مکی اور علامہ سید محمد امین وغیرہ علمائے مکہ نے آپ سے اجازتِ حدیث لی، مخدوم ابو الحسین نوری سے بیعت ہیں اور خلافت و اجازت امام احمد رضا سے حاصل ہے، آجکل بریلی رونق بخشِ مسندِ ارشاد ہیں۔ مسعود

[2] مولانا امجد علی اعظمی، گھوسی (ضلع اعظم گڑھ) میں پیدا ہوئے، متبحر عالم و مفتی اور حکیم تھے، مولوی ہدایت اللہ خاں جونپوری، مولانا وصی احمد محدث سورتی اور حکیم عبد الولی لکھنوی آپ کے اساتذہ رہے، ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں سندِ حدیث حاصل کی، دار العلوم منظر اسلام (بریلی) میں مدرس اور دار الافتاء میں مفتی بھی رہے، دار العلوم معینیہ (اجمیر شریف) میں کچھ عرصہ درس دیا، نواب حبیب الرحمٰن خاں شروانی مولانا کی تدریسی مہارت کے معترف تھے، ۲ ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء گھوسی میں انتقال فرمایا، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، مولانا ثناء المصطفیٰ، مولانا ضیاء المصطفیٰ اور مولانا رضاء المصطفیٰ اعظمی آپ کے صاحبزادے ہیں۔

ایک دن میں دارالافتاء میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک ٹمٹم[1] پھاٹک کے سامنے رُکی
ایک مولوی صاحب اور ایک صاحب کوٹ پتلون پہنے، ننگے سر، اتر کر ہماری طرف آئے،
ان کے ساتھ جو مولوی صاحب تھے وہ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب تھے ——
پھاٹک کے اندر آئے اور مجھ سے مولانا سید سلیمان اشرف نے دریافت فرمایا، حضرت
کہاں ہیں؟ —— میں نے کہا تشریف رکھئے، خبر بھیجتا ہوں —— دونوں
بیٹھ گئے اور ایک کارڈ نکال کر دونوں کے نام لکھ کر مجھے دیا، میں نے کارڈ اندر پہنچا دیا،
اندر سے لڑکا آیا کہ حضرت اندر بلا رہے ہیں۔ جب دونوں اندر جانے لگے، میں بھی
ان کے ساتھ ہو لیا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے ڈاکٹر ضیاءالدین سے کہا،
حضرت کے پاس چل رہے ہو اور ننگے سر؟ —— ان دنوں میں ترکی ٹوپی
لگاتا تھا، ڈاکٹر صاحب نے میری ٹوپی میرے سر سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی، میں
نے اپنے سر پر رومال لپیٹ لیا اور اندر حضرت کی خدمت میں پہنچے۔

حضرت کچھ تحریر فرما رہے تھے، فرمایا تشریف لائیے! —— سلام و مصافحہ
کرکے بیٹھ گئے، حضرت نے خیریت پرسی فرمائی، ڈاکٹر صاحب نے جیب سے نوٹ بک
نکالی اور ایک سادہ کاغذ پر ریاضی کی ایک شکل انگریزی حروف لگا کر بنائی اور پیش کرتے
ہوئے عرض کیا کہ اس شکل کے حل کے سلسلے میں مولانا سید سلیمان اشرف صاحب
نے آپ سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا اس لئے میں نے آپ کو تکلیف دی اور
حضرت کو کاغذ دیا، حضرت نے کاغذ دیکھ کر فرمایا انگریزی حروف میں کیا مجہول؟ ——
ڈاکٹر صاحب نے دوسرے سادہ کاغذ پر وہ اشکال ابجد حروف لگا کر پیش کی کہ
پنسل کا اشارہ کرتے ہوئے حضرت سے کچھ عرض کیا۔ حضرت نے بھی جواب میں کچھ فرمایا،

آپ کی تصانیف میں فقہ حنفی میں بہار شریعت مشہور ہے۔ حال ہی میں فتاویٰ امجدیہ کی جلد اول (مطبوعہ ۱۳۹۸ھ / [illegible]) بھی ہندوستان سے شائع ہوئی ہے۔ آپ کے تلامذہ بہت [illegible] سے سکھ پڑھے اور اہل سنت میں مشہور و معروف۔ مسعود

[1] ایک قسم کی چار پہیوں والی بند گاڑی۔ مسعود

——— چند منٹ کی گفتگو ہی کے بعد ڈاکٹر صاحب حیرت زدہ حضرت کی طرف دیکھ رہے تھے، اِدھر حضرت پیش کردہ اشکال پر غور فرما کر ایک سادے کاغذ پر خود کچھ شکلیں بناتے، کاٹتے، سدھارتے رہے اور اُدھر ڈاکٹر صاحب کی نظر حضرت کی قلم پر جمی رہی۔

۵ منٹ کے بعد ایک صاف کاغذ پر اشکال کو حل فرما کر ڈاکٹر صاحب کو دیدیا گیا، ڈاکٹر صاحب نے دوسرے کاغذ پر اعلیٰ حضرت کی حل کردہ اشکال کو اپنے طور پر انگریزی نشانات لگا کر نقل کیا اور خوب غور کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت کے دستِ اقدس کو بوسہ دے کر عرض کیا :-

"حضور نے یہ مسئلہ کتنی آسانی سے ۵ منٹ میں حل فرما دیا جسے میں ہفتوں غور کے بعد بھی حل نہ کر سکا اور اس کے حل کے لئے جرمنی یا انگلینڈ جانیوالا تھا کہ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری صحیح رہنمائی فرمائی، میں مولانا کا بہت ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ آپ جیسے بزرگوں اور علماء کا سایہ تا دیر سلامت رکھے۔"

ڈاکٹر صاحب کچھ دیر بیٹھے، پھر اجازت لے کر رخصت ہوئے، کاغذات لپیٹ کر پتلون کی جیب میں رکھے، میں بھی ساتھ چلا، صحن پار کرنے کے بعد میری ٹوپی واپس کرتے ہوئے بولے :-

"میاں! بڑے خوش نصیب ہو، خوب خدمت کرو اور جتنا بھی فیض حاصل کر سکو، حاصل کر لو۔"

باہر آ کر پھاٹک میں کرسی پر بیٹھ کر ڈاکٹر صاحب نے مولانا سید سلیمان اشرف سے کہا :-

"یار! اتنا زبردست محقق عالم اس وقت ان کے سوا شاید ہی ہو، اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ عقل حیران ہے، دینی مذہبی اسلامی علوم کے ساتھ ریاضی، اقلیدس، جبر و مقابلہ، توقیت وغیرہ میں اتنی زبردست قابلیت اور مہارت کہ میری عقل جس ریاضی کے مسئلے کو ہفتوں غور و فکر کے بعد بھی حل نہ کر سکی

حضرت نے چند سنٹ میں حل کر کے رکھ دیا، صحیح معنی میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے مگر گوشہ نشین رہا، اور نام و نمود سے پاک شہرت کی طالب نہیں۔ اللہ تعالٰی ان کا سایہ قائم رکھے اور ان کا فیض عام ہو، مولانا میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے میری مشکل حل کر دی اور مجھے بڑی زحمت سے بچا لیا۔"
میں نے کہا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ——— ڈاکٹر ضیاء الدین اور مولانا سید سلیمان اشرف مجھ سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو گئے ———[۱]

اعلٰی حضرت کی خدمت میں کم و بیش تین سال فیض حاصل کرتا رہا، ان دنوں ریلوے کا سیکنڈ کلاس کا سیزن ٹکٹ ڈیڑھ ماہ کے کرایہ پر ۶ مہینے کی مدت کا ملتا تھا، میں اس ٹکٹ پر بریلی جاتا، جب ۶ مہینے میں تین دن باقی رہتے، حضرت سے اجازت لے کر مکان پر آجاتا، ایک مہینہ رہ کر پھر سیزن ٹکٹ پر بریلی حاضر ہو جاتا ———

دوران قیام بریلی، والد ماجد بھی بریلی آئے ہوئے تھے، جبل پور سے میری ایک بچی رضیہ طلعت کے انتقال کا تار آیا، اعلٰی حضرت کو معلوم ہوا، چہرۂ مبارک پر رنج کے آثار نمایاں تھے، میری جانب دیکھا، میری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فرمایا:۔

"برہان میاں! درود شریف پڑھو"

میں نے پڑھا، پھر مجھے پڑھایا:۔

انا للہ وانا الیہ راجعون، اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیرا منھا عسٰی ربنا ان یبدلنا خیرا منھا انا الٰی ربنا راغبون۔

یہ پڑھا دینے کے بعد والد ماجد سے فرمایا:۔

" ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[۱] یہ واقعہ اغلباً ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء اور ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں واقع ہوا کیونکہ مفتی برہان الحق صاحب شوال ۱۳۳۲ھ میں بریلی پہنچے اور اعلٰی حضرت کے پاس کم و بیش تین سال رہے۔ مسعود

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تعزیت کے لئے گئے۔ تعزیت کے وقت یہ
دعا تلقین فرمائی، ام سلمہ نے حضور کے ارشاد پر پڑھ تو لیا لیکن دل میں یہ خیال کیا
اب ابوسلمہ سے بہتر شوہر کون ملے گا ——— انقضائے عدت کے
کچھ عرصہ بعد جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام سلمہ کو نکاح کا پیغام دیا
ام سلمہ نے حضور کے پیغام کو منظور کرتے ہوئے کہا "یہ تعزیت کی دعاء مبارک
کا فیض ہے ابوسلمہ تو کیا ملک وملکوت سے
اعلیٰ وافضل اللہ کے محبوب اعظم کی خدمت میرے نصیب میں ہے۔"

۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء میں حسب معمول ریٹرن ٹکٹ کا وقت پورا ہونے سے پہلے
جبل پور آیا۔ یہاں پلیگ نے آفت برپا کر رکھی تھی، روزانہ دو سو کیس کم و بیش ہوتے
رہے، شہر میں ایک قیامت صغریٰ تھی، ہمارے یہاں دو تین بچے مبتلا ہوئے، یہ
پلیگ کی آفت تین چار ماہ مسلط رہی اس لئے میں بھر بریلی حاضر نہ ہوسکا ———
میری اہلیہ کو طاعونی شدید بخار کے ساتھ نمونیہ، کھانسی، سینہ میں درد، غفلت، ہذیان
کی شکایت ہوگئی، علاج جاری تھا، اعلیٰ حضرت کو تار سے دعا کے لئے عرض کیا گیا
حالت نازک تر ہوگئی، معالجین کا اندازِ مایوسی دیکھ کر سب گھر مایوس و پریشان، دو تین دن
بیہوشی، ہذیانی، سرسامی حالت رہی، نبض گرتی جارہی تھی، رات بھر میں پلنگ کے قریب
بیٹھا رہا، نبض پر ہاتھ، قریب ہی میری خالہ اور بہنیں بیٹھی رہیں، ایسا معلوم ہو رہا تھا
کہ یہ ان کی آخری شب ہے۔

پلنگ کے قریب میں نے مصلیٰ بچھا کر نماز فجر ادا کی، سانس کی آواز تھی نماز
کے بعد پاس بیٹھا، آنسو جاری، نبض پر ہاتھ، سورۂ یٰسین شریف زبان پر، اس وقت
صبح کے ۸ بج رہے تھے، زبان پر ذٰلک تقدیر العزیز العلیم تھا کہ نبض کچھ امید افزا ہوئی
دیکھا تو وہ آنکھ کھول کر مجھے دیکھ رہی ہیں، میں بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھ کر یٰسین شریف
آگے پڑھنے لگا، مجھ سے کہا، تیسرے دن آنکھ کھولی تھی، الفاظ سمجھ میں نہ آئے،
میں نے پھر کلمہ پڑھا اور پوچھا کیا حال ہے؟ ——— آنسو جاری تھے، لٹپٹاتی

زبان سے کہا، ابھی کون آئے تھے؟ —— چہرے پر امید کی جھلک پائی، میں نے الحمدللہ کہہ کر کہا بیگم! میں بیٹھا ہوں اور کوئی نہیں آیا —— کہا واہ! ابھی آئے تھے، گھر کے سب نے گھیر لیا —— پوچھا کون تھے؟ —— کیسے تھے؟ —— بتایا ایک سفید داڑھی والے بزرگ تھے، سفید ڈھیلا شایہ پہنے، عمامہ باندھے —— پوچھا انہوں نے کیا فرمایا؟ —— کہا میرے سر پر اپنا رومال رکھ کر کچھ پڑھتے رہے، پھر کہا بیٹی! تم اچھی رہو گھبراؤ نہیں، میں نے انکے ہاتھ چومنے کا ارادہ کیا تو ایک دم آنکھ کھل گئی، دیکھا، تم کھڑے ہو ——

میرے دل میں اعلیٰ حضرت کا نقشہ باعث تحریر قلب ہوا، نبض اعتدال پر آتی جارہی تھی۔ چونکہ رات میں کئی بار والد ماجد دیکھنے آئے تھے اور ہر وقت مایوسی کے ساتھ نزع کی آسانی کے لئے دعا پڑھ کر گئے، اس وقت اصلاح پذیر حالت اور خواب میں اعلیٰ حضرت کی زیارت کی خبر دینے والد کے پاس جانے کے لئے اپنے کمرے سے باہر نکلا، دیکھا، والد خود تشریف لا رہے ہیں، دستِ مبارک میں ایک لفافہ ہے، مجھے دیکھتے ہی فرمایا :-

" برہانو! اعلیٰ حضرت کا دعا نامہ تشریف لایا ہے جس میں تعویذ ہیں حسبِ ہدایت دلہن کو باندھو، اللہ تعالیٰ شفا فرمائے "

یہ فرماتے ہوئے کمرے میں آگئے، مریضہ کو ہشیار دیکھ کر پوچھا، کیا حال ہے بیٹا؟ —— مریضہ نے سلام کیا، جواب میں دعا دے کر میری جانب دیکھا، میں نے خواب کی پوری کیفیت بیان کی، والد نے الحمدللہ کہہ کر چار، پر دعا پڑھ کر اپنے ہاتھ سے مریضہ کو دی، اس نے آسانی سے پی لی، والد نے فرمایا :-

" بیٹی بہت خوش نصیب ہو کہ تمہیں اعلیٰ حضرت کی زیارت ہوئی اور اسی وقت ان کے تعویذ بھی آئے، انہیں حسب ہدایت باندھ دو، اب تم انشاء اللہ بالکل اچھی ہو، یہ اعلیٰ حضرت کا روحانی فیض ہے، اللہ عزوجل حضرت کے سایۂ ۔۔۔ اور ظلِ عاطفت کو تا دیر قائم و دائم رکھے۔ آمین "

— تعویذ باندھ دیئے گئے، شافیٔ مطلق نے شفا عطا فرمائی۔ الحمدللہ حسبنا اللہ وکفی، تعویذات کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل والا نامہ ارسال فرمایا تھا۔

مکتوب اعلیٰحضرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

بملاحظہ گرامی مولانا المبجل المکرم المعظم حامی الاسلام والسنن ماحی الکفر والفتن مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دام بالفضل والبرکات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

اس وقت نامہ ملا، مولیٰ عزوجل قرۃ العین مولوی برہان میاں سلمہ کو بفضلہ وکرمہ نعم البدل علم صالح عالم باعمل عطا فرمائے اور ان کے گھر شفا، آمین آمین۔ فقیر کو بھی پانچ روز سے تپ آتی ہے، تین روز غفلت رہی کل سہل تھا، اب ببرکت دعاء سامی بحمداللہ تعالیٰ بہت تخفیف ہے، البتہ دماغ وصدر پر نوازل کی کثرت ہے، حرارت کا بھی بقیہ ہے اور ضعف اشد، اسی حالت میں یہ چاروں تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ کر حاضر کرتا ہوں جس پر یا سمیع لکھا ہے اسپیڈ پر ہے، جس پر یا علیم ہے، بازو پر، باقی دو سے ایک سیدھے بازو، دوسرا بائیں پر باندھ کر دیکھو گھنٹہ انتظار کریں، اس ہی اگر بخار اتر جائے فبہا، ورنہ سیدھے کا بائیں، بائیں کا سیدھے پر باندھ دیں۔

— تبدیلی پر وہ تعویذ جس پر یا علیم ہے، نہ بدلے، شام کو ایک کٹورے میں پانی بھر کر شبنم میں رکھ دیں اور اس پر کوئی قلم یا نیزہ، بسم اللہ کہہ کر رکھ دیں، صبح بعد نماز اس پر سات مرتبہ الحمد شریف، آیۃ الکرسی ایک بار، تینوں قل تین تین بار اول آخر درود شریف تین تین بار پڑھ کر

دم کریں اور آپ یا برہان میاں یا کوئی محرمؔ[1] اس کے چھینٹے ان کے منہ اور سینے پر بہ قوت ماریں، ہر چھینٹے کے ساتھ کہتے جائیں :-

اللّٰھم اشف امتك وصدق رسولك صلی اللہ علیہ وسلم

تنہا اس عمل مبارک کے نو دن ہیں، کیسا ہی سخت بخار بلکہ معاذ اللہ مزمن یا تپ دق عیاذاً باللہ ہو لا یجاوز تسعا باذن اللہ تعالیٰ

والسلام مع الاکرام۔

بخدمت والدہ صاحبہ سلام، برہان میاں و سائر اعزہ - والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ

اعلیٰحضرت کے لطف و کرم، غمخواری و دلداری کا سلسلہ برابر جاری رہا، ۱۳۳۷ھ میں میری بچیاں فوت ہوئیں تو اعلیٰحضرت نے تعزیت نامے سے نوازا اور انتہا درجہ کی ہمدردی و غمخواری فرمائی، مکتوبِ گرامی یہاں نقل کیا جاتا ہے جو غمزدوں کے لئے تریاق و اکسیر کا حکم رکھتا ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ مولانا المبجل المکرم ذی المجد والکرم والفضل الاتم حامی السنن ماحی الفتن عید الاسلام و نور عینی و درۃ زینی مولوی برہان الحق و حافظ صاحب مکرم کرمفرمائے راقم حافظ محمد غوث صاحب سلمہم و اکرمہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- "اللہ عزوجل کا ہے جو اس نے دیا اور

---

[1] بالعموم شادی و غمی میں محرم و نامحرم کی تمیز اٹھ جاتی ہے گر امام احمد رضا کے اتباع شریعت کی یہ شان ہے کہ زندگی کے ہر مرحلے پر شریعت کی پابندی کی ہدایت کرتے نظر آتے ہیں، اس سے ان کے مقام تقویٰ اور مقام عزیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مسعود

اسی کا ہے جو اس نے لیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر معین، جس میں کمی بیشی ناممکن اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا صبر والوں کے لئے اجر بے حساب ہے" —— جو چیز گئی، بے صبری سے واپس نہیں آسکتی، ہاں ثواب کہ اس سے کروروں درجہ اعلیٰ ہے، جاتا ہے —— صحیح حدیث میں ہے، جب مسلمان کے نابالغ بچے کی روح قبض کر کے ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہِ عزت ہوتے ہیں، فرماتا ہے کہ "کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی؟" —— اور وہ اعلم ہے —— عرض کرتے ہیں، "ہاں اے ہمارے رب!" —— فرماتا ہے، "کیا تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا؟" —— عرض کرتے ہیں، "ہاں اے رب!" —— فرماتا ہے، "پھر اس نے کیا کہا؟" —— عرض کرتے ہیں، "الحمد للہ کہا، تیری حمد بجا لایا" —— فرماتا ہے، "گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور جنت میں اس کے لئے ایک مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو —— اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم،

حدیث میں ہے، جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا، فرمایا :-

الحمد للہ دفن البنات من المکرمات

"بیٹیوں کا دفن کرنا عزت کی بات ہے۔"

مولیٰ عزوجل دونوں صاحبوں کو نعم البدل عطا فرمائے —— برہان میاں کو عمر، علم و عمل و عزت کا بیٹا دے کہ ان کے اور حضرت مولانا عبدالاسلام کے ظلِ مکرمت میں مدارجِ عالیہ کو پہنچے ؛ عالیہ سلمہا بالغیث برکاتِ دارین والدین رہیں، آمین۔

دونوں ہی برادرِ عزیز نور چشمی برہان میاں کی دلہن اور حافظ محمد غوث

صاحب کے گھر میں چاروں صاحب یہ پڑھیں :-

الحمد للہ انا للہ وانا الیہ راجعون عسٰی ربنا

ان یبدلنا خیرا منہا۔

اول آخر درود شریف، ان شاء اللہ العزیز نعم البدل عطا ہوگا۔

آٹھ ماہ سے میری منجھلی لڑکی سلمہا اللہ تعالیٰ دعافاہا بالخیر علیل ہے،

معدے میں صلابت، گردوں میں چیک، پسلیوں میں درد ـــــــــ

اسی حالت میں اس کا ایک لڑکا جاتا رہا، ایک پارسال گیا تھا، بفضلہ تعالیٰ

بہت صابرہ ہے، اب بیس روز سے صاحبِ فراش ہے، اس حالت

میں بھی عصا و تکیہ کے سہارے سے، جیسے بنتا ہے، فرض کھڑے ہوکر

برابر ادا کرتی ہے، سنن وغیرہ بیٹھ کر، وہ مجھے بہت عزیز ہے، اس کی شفا

کے لئے سب صاحب دعا فرمائیں، التزام کے ساتھ فرمائیں، پنجگانہ

نمازوں اور حلقۂ درود شریف کے بعد چند روز تین تین بار بتوجہ قلب

یہ دعا پڑھا کریں :-

یا حلیم یا کریم اشف اَمَۃَ النبی ام کلثوم

مولیٰ تعالیٰ بالخیر آپ حضرات کی دعا بظہر الغیب سے عطا فرمائے۔

رمضان سے اب تک میرے زیرِ ناف ایک درد کے تیرہ

دورے ہوچکے ہیں، حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

حضرت مولانا! میرا التزام یہ ہے کہ کارڈ میں بسم اللہ شریف

یا کوئی آیت یا اسم جلالت یا دونوں اعلام طیبۂ رسالت نہیں لکھا کرتا،

فتویٰ جو کارڈ پہ لکھتا ہوں، اس کا ختم وھو تعالیٰ اعلم پر کرتا ہوں،

نامِ اقدس آتا ہے تو "حضور صلی اللہ علیہ وسلم" کی جگہ " علیہ افضل الصلوٰۃ و

السلام لکھتا ہوں، سب صاحبوں کو دعا و سلام، والسلام۔

فقیر احمد رضا غفرلہ ۱۶ ذی القعدہ ۱۳۳۷ھ

جیسا کہ عرض کیا ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں بریلی سے جب جبل پور آیا تو مینگ کے پھیلنے، اہلِ خانہ اور راہبہ کی بیماری کی وجہ سے پھر بریلی نہ جاسکا اور اس طرح سلسلۂ تلمذ گو بظاہر ختم ہوگیا مگر اعلیٰ حضرت کی فیض رسانی کا سلسلہ برابر جاری رہا چنانچہ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں جب اعلیٰ حضرت جبل پور تشریف لائے تو چونکہ دورانِ قیامِ بریلی علمِ توقیت سے خادم کا شوق ملاحظہ فرمایا تھا، جبل پور میں خادم کے لئے فنِ توقیت میں رسالہ تصنیف فرمایا، رات کی نشست کے بعد آرام فرمانے سے پہلے آدھ گھنٹہ خادم کو فنِ توقیت میں رسالے کے نکات تعلیم فرماتے ——— اعلیٰ حضرت کی بریلی مراجعت کے بعد میں نے "جدول تعدیل النہار" بنا کر حاضر کی تو بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر فرمایا :-

"جدول کی تصحیح حاضر، ماشاء المولیٰ ابتدائی کام اتنا صحیح، بارک المولیٰ، اب جدول مطالع البروج بافق جبل پور عرض شمالی ۲۳ ۱۰ بنائیے"۔۔۔[1]

۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت کے دستِ مقدس سے خادم کی جبل پور میں دستار بندی ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب سنہ مذکورہ میں اعلیٰ حضرت بریلی سے جبل پور تشریف لائے تو ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء سنیچر کو بعد عشاء عیدگاہ کلاں میں عام جلسہ ہوا، تین چار ہزار کا مجمع تھا، مولانا عبدالاحد صاحب پھر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب نے تقریر فرمائی، اس وقت تک لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عام نہ ہوا تھا، دونوں تقریروں میں مجمع سے آوازیں اٹھیں، "زور سے بولیے، سنائی نہیں دے رہا" ——— مگر یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ مجمع کے بالکل آخری کنارے کے لوگوں نے اچھی طرح حضرت کی تقریر سُنی۔

اعلیٰ حضرت کی تقریر عجیب شاہکار تھی، ہر فرد محوِ سماعت تھا اور اکثر کے آنسو جاری تھے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتِ شان و رفعتِ مکان اور محبت و

---

[1] اعلیٰ حضرت کے رسالہ فنِ توقیت، جدول تعدیل النہار والا نامے کا عکس آخر میں "نوادرات امام احمد رضا" کے عنوان کے تحت پیش کر دیا گیا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ مسعود

فنائیت کے بارے میں جو فرمایا یہ حضرت ہی کا حصہ تھا۔

دورانِ تقریر والد ماجد کے متعلق کچھ قیمتی ارشادات و وضاحات اور بہترین کلمات خیر ارشاد فرمائے جو پیچھے پیش کیے جا چکے ہیں۔ جب والدِ ماجد پر عنایات و نوازشات کا سلسلہ جاری تھا اسی وقت حضرتِ حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں صاحب نے سرپوش ڈھکا ہوا ایک طباق اعلیٰ حضرت کے حضور پیش کیا، اعلیٰ حضرت نے سرپوش ہٹا کر عمامہ کی تہ کھولتے ہوئے کچھ دعا پڑھی، پھر اس خادمِ آستان برہان کے متعلق نہایت محبت و اکرام کے ساتھ والدِ ماجد کو مبارک خطاب عبید الاسلام سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :۔

" مولانا عبید الاسلام، برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند، دورانِ قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی، عملی جائزہ بخوبی لیا ہے، اخلاق، تقویٰ، افتاء، اتباعِ سنت شریعت وغیرہا میں ہر پہلو سے آزما لیا ہے، میں اپنے اس روحانی فرزند سعادتمند محمد برہان الحق کو دستارِ فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں "

اتنا فرما کر اپنے دستِ مبارک سے عمامہ میرے سر پر تین پھیرے لپیٹ کر والدِ ماجد کو دے کر فرمایا " آپ تکمیل کردیں " ــــــــــ والد نے تین پھیرے کے بعد حضرتِ حجۃ الاسلام کو دیا، آپ نے تکمیل فرمائی الحمد للہ علیٰ اکرامہ وانعامہ واحسانہ، اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے فرمایا :۔

" ربُ العزت تبارک وتعالیٰ میرے روحانی ولدِ اعزکو ان کے برہان الحق کے ساتھ 'برہان الدین' 'برہان الملۃ' 'برہان السنۃ' بنائے اور حضرتِ عبید الاسلام کے ظلِ رحمت وعاطفت کے تحت دینِ متین و شرعِ مبین کی خدمت وحمایت پر ثابت قدم رکھے، میں بزمِ بریلی میں منظرِ اسلام کے سالانہ اجلاس میں انجام دیکھنے والا تھا مگر حسنِ اتفاق کہ

جبل پور میں آپ حضرات کے درمیان موقع مل گیا، بارک اللہ!"

اعلیٰ حضرت کے منبر پر رونق افروز ہونے کے وقت بطورِ تشکر و سپاس نامہ کچھ کلمات عرض کئے، اس وقت فی البدیہہ چند اشعار ذہن میں آئے جو بہت پسند کئے گئے، سب اشعار تو یاد نہیں، صرف تین شعر یاد رہے ہے

جب عید ہو گی ہو گی یہاں عید آج ہی ۔۔۔ دلبستگانِ امین احمد رضا کی ہے
گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے ۔۔۔ ان سب پہ مینے کی مصوبت بلا کی ہے

خالی گئی نہ پھر بھی تری آستاں رسی
بر آن یہ خوبی تہ سے خلوص و صفا کی ہے

دو بجے رات کو صلوٰۃ و سلام و دعا پر نہایت کامیابی کے ساتھ مبارک جلسہ ختم ہوا، الحمد للہ! مصافحہ و قدم بوسی کے لئے مجمع نے اسٹیج کو گھیر لیا، صبح چار بجے مکان پر پہنچے، نمازِ فجر کے بعد آرام فرمایا۔

جبل پور میں اعلیٰ حضرت نے دستارِ فضیلت و سندِ اجازت کے ساتھ ساتھ سندِ خلافت سے بھی نوازا، یہ عربی سند ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ دوسرے خلفاءِ عرب و عجم کو بھی عنایت فرمائی، خادم برہان کو جو سند عطا فرمائی اس میں اپنے دستِ مبارک سے یہ کلمات تحریر فرمائے۔

سند

یا ولدی و برد کبدی وقرة عینی وعزة تہنیتی
ابن الفاضل الکامل جامع الفضائل قامع الرذائل
مولانا المولوی عبد السلام وقد لقبته عید الاسلام
جعلک اللہ کاسمک برہان الحق المبین وناصر
الدین المبین وکاسر رؤس المفسدین آمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
فی جبلفور بخطہ

اعلیٰحضرت نے ازراہِ شفقت و عنایت خادم کے رسائل پر تقریظیں بھی تحریر فرمائیں چنانچہ سیتاپور (یو۔پی) سے ایک استفتار سادات مارہرہ کے ایک بزرگ الفتی حسین صاحب نے ارسال فرمایا جس کے جواب میں خادم نے ایک فتویٰ بصورت رسالہ مندرجہ ذیل عنوان سے تحریر کیا :-

اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین

۱۳۳۷ھ

یہ رسالہ اعلیٰحضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے مندرجہ ذیل تقریظ تحریر فرمائی جو خادم کے لئے ایک نہایت مستحکم سند ہے۔ الحمد للہ! :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ! فقیر غفرلہ القدیر اس تالیف منیف و تصنیف نظیف کے مطالعے سے مسرور ہوا، مولیٰ عز و جل اس کے مؤلف سعید حمید رشید فرزند دلبند سعادتمند مولانا مولوی برہان الحق جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ دلیل الصدق و برھان الحق کو دارین میں مدارجِ عالیہ و معارجِ جلیلہ کرامت فرمائے، بحمدہٖ تعالیٰ یہ ان کے والد ماجد عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء رعاۃ السنن ماحی الفتن حسنۃ الزمن زینۃ الایام مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام سلمہ السلام لحمایۃ الاسلام و نکایۃ الکفرۃ والمبتدعین اللئام وادام فیضہ الیٰ یوم القیام کے برکات ہیں ع

وحسن نبات الارض من کرم

غفر اللہ تعالیٰ لی ولھما ولجمیع اخواننا اھل السنۃ و وقانا جمیعا برحمتہ من کل فتنۃ و محنۃ بجاہ سید الانس والجنۃ علیہ وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ و ابنہٖ و حزبہٖ

الصلوٰۃ والسلام علیٰ مر اللیالی والایام آمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

(۶)

احمد اللہ خالق النسم

ذارئ اللوح بارئ القلم [۱]

بریلی سے آنے کے بعد پھر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں بریلی جانا ہوا جب گاندھی نے تحریکِ ترکِ موالات چلائی اور ملک میں ایک ہیجان برپا ہوگیا، اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ جب میں بریلی پہنچا تو رجب ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی اور خلافت کمیٹی کے زیرِ اہتمام ابوالکلام آزاد کی صدارت میں بریلی جلسہ ہونے والا تھا جس کی دعوت اعلیٰ حضرت کو بھی دی گئی تھی مگر آپ نے رد فرمادی بلکہ سید سلیمان اشرف بہاری کی سرکردگی میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے ۲، سوالات لیکر ایک وفد ابوالکلام آزاد سے جواب طلبی کے لئے روانہ ہوا، میں بھی ساتھ ہولیا جلسگاہ میں آزاد سے دو ٹوک باتیں ہوئیں، تفصیل آگے آتی ہے۔

میں دو ہفتہ بریلی رہ کر جبل پور آگیا، رمضان المبارک کے بعد اعلیٰ حضرت کا مزاج سخت ناساز ہوا، اور گرمی کی شدت کے سبب بھوالی تشریف لے گئے، یہاں جبل پور میں میری بڑی لڑکی زکیہ طلعت اور سب سے پہلا لڑکا محمد لسان الحق، دونوں ایک ہی دن میں انتقال کر گئے ——— صبح چار بجے بچی کا اور ۶ بجے بچہ کا انتقال ہوگیا اور انہی کے بعد میرے چچا زاد بھائی عبدالقیوم کا بھی انتقال ہوگیا، اعلیٰ حضرت کو خبر کی گئی تو آپ نے مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا :-

---

[۱] رسالہ اجلال الیقین پہلی بار مطبع اہل سنت وجماعت، کلکتہ میں چھپا جس میں یہ تقریظ شامل ہے نیز مصنف کا دوسرا رسالہ صیانۃ الصلوٰۃ عن حیل البدعات (۱۳۹۰ھ) الہ آباد میں طبع ہوا، اس پر اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مولانا مفتی مصطفےٰ رضا خاں صاحب کی تقریظ ہے۔ مسعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشد البلاء علی الانبیاء ثم الامثل فالامثل

جانِ پدر، نورِ بصر حبد اللہ تعالیٰ کاسہ برہان الحق المبین وعزیزہ عنیزہ الکریمہ
سلمہا اللہ تعالیٰ

السلام علیکما ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

انا للہ وانا الیہ راجعون. انا للہ وانا الیہ راجعون. انا للہ وانا الیہ راجعون ــــــــ ان للہ ما اخذ وما اعطیٰ وکل شیئ عندہ باجل و انما المحروم من حرم الثواب و انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب۔

"بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا، اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر مقرر ہے جس میں کمی بیشی نامتصور ہے اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا اور جو صبر کریں، انہیں کے لئے ان کا ثواب بے حساب ہے پورا"

میرے عزیز بچو! مولیٰ تعالیٰ تمہیں صبرِ جمیل واجرِ جزیل ونعم البدل عطا فرمائے، تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :-

ولنبلونکم بشیئ من الخوف و الجوع و
نقص من الاموال والانفس والثمرات و
بشر الصٰبرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ
قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون، اولٰئک
علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولٰئک
ھم المھتدون ہ

" اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں کمی کر کے، اے محبوب خوشخبری دو ان صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں انا للہ و انا الیہ راجعون ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور ہم اسی کی طرف پھر کر جانا ہے جو ایسا کہیں ان پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں "

میرے پیارو! اپنے رب عزوجل کی رحمت دیکھو ——— !
بلا کہ معاذ اللہ ناگہاں آئے، بہت سخت ہوتی ہے لہذا پہلے سے مطلع کر دیا کہ ہم ضرور ان باتوں سے تمہاری آزمائش فرمائیں گے، تم ہمارے حضور گردن رکھنے کے لیے مستعد رہو اور اسے آزمائش سے تعبیر فرمایا کہ دیکھیں کون ہمارے حکم پر گردن جھکاتا اور کون ناراض ہوتا ہے، جب بندۂ مسلم پر ان میں سے کوئی بلا آئے وہ فوراً متنبہ ہو کہ یہ وہ ہے جس کی میرے رب نے پہلے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ تیری آزمائش ہوگی، وہ فوراً اس کے حضور زمین پر سر رکھ دیگا اور اس کے حکم پر ناراض نہ ہوگا اور اس کی رحمت کا دامن تھام کر آزمائش میں سچا نکلنے کی کوشش کرے گا .... [1]

اللہ کی بشارت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت، اللہ کی درودیں، اللہ کی رحمت، اللہ کی ہدایت ——— یہ نعمتیں ایسی ہیں کہ آدمی لاکھ جانیں دے کر لے تو سستی ہیں ——— بے صبری سے جو چیز گئی، آ نہیں سکتی مگر یہ عظیم دولتیں ہاتھ سے جاتی ہیں ——— دیکھو ایک اسی کلمۂ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میں کیسی کیسی صبر کی تلقین فرمائی ہے

---

[1] فوٹو اسٹیٹ کاپی ذرا مدھم تھی، اس لئے اس مقام پر ایک ڈیڑھ سطر نہیں پڑھی گئی۔ مسعود

"

۵

وطن گرچہ آرام را درخور ست
جبل پور ما را ازو خوش تر ست

امام احمد رضا

۵

رجب ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں اعلیٰ حضرت مدرسہ حنفیہ اہلِ سنت کے اجلاس میں شرکت کے لئے بریلی سے پٹنہ تشریف لے گئے اور وہاں ایک اجلاس میں تین گھنٹے مسلسل آپ کی تقریر ہوئی[۱] ——— ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۲ء میں کلکتہ تشریف لے گئے ———

۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں اعلیٰ حضرت بمبئی کے راستے حرمین طیبین حاضر ہوئے اور ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں ماہِ ربیع الاول میں بمبئی کے راستے ہی واپس تشریف لائے، والدِ ماجد کے ساتھ خادم بھی بمبئی حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت کے دیدار سے مشرف ہوا، بمبئی کے قیام کے دوران چند قابلِ ذکر حالات سامنے آئے، ملاحظہ فرمائیں :-

۱۔ قصائی محلے کی مسجد میں نمازِ جمعہ اعلیٰ حضرت کی امامت میں ادا کی گئی۔

۲۔ سنیچر کو قصائی محلے کی مسجد میں اعلیٰ حضرت کا وعظ ہوا، منبر کے قریب والدِ ماجد اور چچا کے پیچھے میں دیوار سے ٹیک کر بیٹھا تھا، مسجد میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی، ایمان افروز نورانی تقریر سے مجمع پر محویت طاری تھی، تقریباً ایک گھنٹے بعد مجھ پر غنودگی کا غلبہ ہوا، خواب میں دیکھا، ایک عجیب دلکش نور سے پوری فضا منور ہے، درود و سلام کی سرور افزا آواز سے بیدار ہوا، دیکھا کہ اعلیٰ حضرت منبر سے نیچے کھڑے دست بستہ "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" پڑھ رہے ہیں، چشم مبارک سے قطرات ٹپک رہے ہیں اور پوری مسجد صلوٰۃ و سلام کی آواز سے گونج رہی ہے، میں بھی صلوٰۃ و سلام

---

[۱] اس تقریر کا خلاصہ قاضی عبدالوحید نے اپنی تالیف "دربارِ حق و ہدایت" (مطبوعہ پٹنہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء) میں شائع کر دیا تھا۔ مسعود

میں شامل ہوگیا، اعلیٰ حضرت کے آنسو جاری تھے اور جس والہانہ انداز سے محوِ صلوٰۃ و سلام تھے وہ عجیب کیف افزا تھا جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں ——— صلوٰۃ و سلام سے فارغ ہو کر اعلیٰ حضرت منبر پر تشریف لائے، آدھ گھنٹے بعد دعا پر تقریر ختم ہوئی، مصافحہ، قدم بوسی میں ایک گھنٹہ صرف ہوا، ہم اعلیٰ حضرت سے اجازت لے کر قیام گاہ واپس ہوئے ———

راستہ میں چچا سے میں نے مسجد میں دورانِ وعظ خواب کا ذکر کیا، خواب کا واقعہ سن کر والد اور چچا میں یہ گفتگو ہوئی :-

اعلیٰ حضرت مدینہ طیبہ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت و توقیر و تعظیم پر بیان فرما رہے تھے، یکایک کافی بلند آواز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر منبر سے اتر کر ہاتھ باندھ کر عجیب رقت آمیز آواز میں صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے قبلہ رخ کھڑے ہو گئے، ولادت مبارک کا ذکر نہ تھا، نہ وعظ ختم کرنے کا ہی کوئی انداز تھا، اعلیٰ حضرت کی باطنی روحانی نظرِ مبارک نے دیکھ لیا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اس لئے فوراً منبر سے اتر آئے اور صلوٰۃ و سلام عرض کرنے لگے، بہت ہی بابرکت و سعادت محفل تھی اور اعلیٰ حضرت کی بالکل ظاہری کرامت ہے۔

قیام گاہ پہنچے تو اور بھی لوگ ہمارے ساتھ تھے، بیٹھ گئے اور والد ماجد نے مجھ سے میرے خواب میں نظارہ کی کیفیت دریافت فرمائی اور سن کر میری دونوں آنکھوں پر محبت سے بوسہ دیا اور فرمایا "انشاء اللہ! تو بڑی قسمت والا ہے"۔

صبح حسبِ معمول ہم اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عقیدتمندوں کا مجمع تھا، حضرت کھڑے تھے ہم نے مصافحہ و قدم بوسی کے بعد حضرت نے والد کو پہلو میں جگہ دی، سب بیٹھ گئے۔

ایک صاحب سفید گھنی داڑھی، تر د، ٹوپی لگائے، اعلیٰ حضرت کے سامنے قریب بیٹھے ہوئے، آنسو جاری، کچھ ذکر کر رہے تھے، انہوں نے ذکر شروع کیا ——

رات وعظ میں وہ مسجد کے درمیان دروازے سے لگے ہوئے بیٹھے تھے اور آنکھیں بند تھیں، محویت کے عالم میں دیکھا کہ ایک نور محیط ہو گیا ہے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی آواز پر آنکھ کھولی تو سامنے سارا مجمع کھڑا صلوٰۃ وسلام پڑھ رہا ہے۔

یہ سن کر والدِ ماجد نے عرض کیا، حضور یہی منظر برہان نے بھی دیکھا ہے اعلیٰ حضرت نے صرف یہ فرمایا:۔

"یہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم تھا کہ تجلی فرمائی، الحمدللہ"

۳۔ ایک روز اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد سے فرمایا "آج عصر کے بعد ایک مجذوب بزرگ کی زیارت کے لئے باندرہ چلنا ہے، واپسی میں مغرب نماز شریف میں ادا کرکے دعوت ہے، آپ عصر کے پہلے آجائیں" ہم لوگ حسبِ ارشاد عصر کے وقت حاضر ہو گئے اور اعلیٰ حضرت کے ساتھ باندرہ پہنچے مسجد کے مشرق کی جانب ایک ٹین کے ہال کے باہر بڑا مجمع تھا، اعلیٰ حضرت کو دیکھ کر مجمع نے راستہ دیا، حضرت کے پیچھے ہم لوگ ہال میں داخل ہوئے، تخت پر ایک بزرگ عمامہ باندھے[1] پیر تخت سے لٹکائے بیٹھے ہیں دلائل الخیرات

---

[1] یہ بزرگ شاید حضرت مولیٰ سہاگ تھے جن کا امام احمد رضا نے ملفوظات حصہ دوم، ص ۳۸) میں اس طرح ذکر فرمایا ہے:۔

"سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعتِ مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا، حضرت سیدی مولیٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف ہے، میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔"

مسعود

شریف دونوں ہاتھ سے آنکھوں کے بالکل متصل پڑھنے میں معروف ہیں،
اعلیٰ حضرت کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کتاب بند کر دی، اعلیٰ حضرت
سے مصافحہ کرتے ہوئے کچھ فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا، ہم سب قدم بوسی کر چکے
تھے تو ہم سب کو ایک بڑے ہال میں بٹھایا گیا، پورا ہال بھرا ہوا تھا چند منٹ
بعد وہاں کے منتظم خاص حاجی قاسم آئے، اعلیٰ حضرت سے عرض کیا، "جو
لوگ مجذوب صاحب کی زیارت کو آتے ہیں ان کے لئے چاۓ، کافی،
قہوہ تیار رہتا ہے، حضرت جو فرماتے ہیں پلایا جاتا ہے، آپ حضرات
کے لئے دریافت کیا گیا تو فرمایا "چاۓ، کافی، قہوہ میں سے جو حضور فرمائیں
وہ اس وقت پلایا جائے" ——— اعلیٰ حضرت نے فرمایا، بزرگ نے
چاۓ، کافی، قہوہ تینوں کا نام لیا ہے اس لئے تینوں کو ملا کر پلایا جائے،
چنانچہ ایک بڑے سماوار میں تینوں کو ملا کر پلایا گیا، ان دنوں بڑے
پیالے چلتے تھے، بھر بھر دئے گئے، رنگ دیکھا تو کراہت ہوئی مگر لب سے
لگایا تو اتنا لذیذ پایا کہ پورا پیالہ صاف کر دیا۔

والد ماجد نے مجھے آہستہ سے ہدایت فرمائی کہ واپسی کے وقت
حضرت کے پیچھے رہنا اور بزرگ کی قدم بوسی کر کے اپنے لئے دعا کی درخواست کرنا
——— واپسی کے وقت میں اعلیٰ حضرت کے پیچھے رہا، جب حضرت
مصافحہ کر کے آگے بڑھے، میں نے ان کے قدم پکڑ کر عرض کیا، "میرے
لئے دعائے خیر فرمائیے!" ——— بزرگ نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا،
سندھی الفاظ تھے اور اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ کیا:۔

" اس کے پیچھے چلتا جا، تیرے پیچھے سب چلیں گے "

ہم جب واپسی کے لئے گاڑی پر سوار ہوئے، میں اعلیٰ حضرت اور والد ماجد
کے درمیان بیٹھا تھا، اعلیٰ حضرت نے مجھ سے فرمایا، "برہان میاں! آپ نے
مجذوب سے کیا کہا تھا؟" ——— میں نے جو کہا تھا، وہ اور اس کا

جواب بتایا، اعلیٰ حضرت نے میری پیٹھ پر دستِ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں برہان الحق، برہان الدین، برہان السنۃ بنائے آمین"

والد اور چچا نے آمین کہا ——— !

اعلیٰ حضرت نے بمبئی سے بریلی شریف کا قصد کیا، والد نے جبل پور تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا، فرمایا، ابھی تو اجمیر شریف حاضری دیتا ہوا بریلی جاؤں گا، انشاء اللہ پھر کبھی جبل پور آؤں گا۔

۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خان صاحب حج کے لئے گئے اور ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء بمبئی کے راستے مراجعت فرمائی، اعلیٰحضرت ان کے استقبال کے لئے بمبئی تشریف لے جانے والے تھے جس کا مندرجہ ذیل والا نامے میں ذکر فرمایا ہے :۔

مکتوب اعلیٰ حضرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

بگرامی ملاحظہ ذی الفضائل الانسیہ والفواضل القدسیہ المنزہ عن الرذائل الانسیہ حامی السنن ماحی الفتن الدنیہ مولانا بالفضل اولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام صاحب سلہ السلام علی المناقب و شامخ المناصب، آمین !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :۔ اعز اللہ شانکم ورفع مکانکم وابلج برھانکم۔

برادر بجان برابر مولوی حسن رضا خاں سلمہ الرحمٰن کا خط ۲۶ ذی الحجہ کا لکھا ہوا کہ معظمہ سے یک شنبہ گزشتہ کو آیا تھا جس میں صرف اس قدر تھا کہ عن قریب بعونہ تعالیٰ مدینہ طیبہ حاضر ہونے والے ہیں مگر تعین تاریخ نہ تھا ——— اس یک شنبہ کو کوئی خط آئے گزشتہ آیا وحسبنا اللہ

ونعم الوکیل، اگر خط آجاتا تو حساب ہوسکتا کہ واپسی بالخیر کب تک ہوگی،
اب ایک نہایت مجمل حالت ہے، دعائے خیر فرمائیں۔

حضرت بابرکت سید محمد حبیب اللہ صاحب زعبی دمشقی جیلانی اولادِ امجاد
حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں، اور اس فقیر واحضر کے
حال پہ کمال کرم فرما ہیں، پہلے سے تشریف لاتے ہیں، یہ بھی میرے حجاج علیہم
اللہ تعالیٰ کے استقبال کو میری طرح بمبئی تشریف لے جانے والے ہیں،
میں دو ایک روز اور خط کا انتظار کرکے چلوں گا، اگر نہ آیا، یا آیا اور حساب سے
وقفہ پایا تو بعونہٖ تعالیٰ ضرور حاضر جبل پور ہوکر دو ایک روز جناب کی زیارت
سے شرف اندوز ہوتا ہوا بمبئی جاؤں گا اور اگر خط آیا جس سے ظاہر ہوا کہ
بالخیر فوراً بمبئی پہنچنا چاہئے تو جناب کو بذریعہ تار اطلاع دے دوں گا کہ
براہِ راست بمبئی جاتا ہوں، والسلام مع الاکرام۔

بجملہ احباب اہلِ سنت سلام سنۃ الاسلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ

شب ۴ صفر المظفر ۱۳۲۶ھ لیلۃ الاثنین

اعلیٰ حضرت نے حسب الارشاد بمبئی جاتے ہوئے صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں
۴ روز قیام فرمایا اور جبل پور کو اپنے قدومِ سعادت لزوم سے دار السرور ہونے کا شرف
بخشا، اس موقع پر والدہ صاحبہ اور بہت سے لوگ داخلِ سلسلہ ہوئے ——————
یہ میری نوعمری کا واقعہ ہے۔

۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت کو جبل پور بلانے کا جوش و ولولہ پیدا ہوا،
ہم نشین احباب سے مشورہ کیا، سب نے نہایت پُرخلوص جذبہ کے ساتھ میری تائید کی
پورے تعاون کا وعدہ کیا، ہم سب مل کر والدِ ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت
کو جبل پور بلانے اور دعوت دینے کی درخواست کی، والدِ ماجد نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کو بلانا

معمولی بات نہیں، ہم ان کے شایانِ شان عزت اور خدمت کر سکیں گے؟ اگر ذرا بھی کوتاہی ہوئی، ہم دنیائے سنیت کو کیا جواب دیں گے؟ ——— سب نے عرض کیا: "حضور جیسا فرمائیں گے ہم دل و جان سے ویسا ہی انتظام کریں گے" ——— والدِ ماجد نے انتظامات کے متعلق جو فرمایا، سب نے منظور کر لیا ——— فرمایا، "اعلیٰ حضرت کسی دینی، مذہبی اہم ضرورت کے سوا کہیں تشریف نہیں لے جاتے" ——— چونکہ اس خادم سرکارِ رضا کو برہان نوازی پر ناز تھا، میں نے اس یقین کے ساتھ کہ میری کوشش ان شاء اللہ ضرور کامیاب ہوگی اور میں حضور کو لے آؤں گا ——— عرض کیا، "آپ عریضۂ دعوت تحریر فرما دیں، ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیں، برہان حضور کو لینے حاضر ہو رہا ہے، حضور جب قصد فرمائیں گے، برہان سفر کا انتظام کرے گا" ——— والدِ ماجد نے نہایت عقیدت کے ساتھ عریضۂ دعوت لکھ دیا، انتظامیہ کمیٹی چچا حافظ عبدالشکور صاحب کی صدارت میں قائم کی گئی۔ دعوت نامہ لکھے جانے کے چار دن بعد بریلی شریف کے لئے روانہ ہو گیا ———

صبح نمازِ فجر کے بعد بریلی پہنچا، معلوم ہوا اعلیٰ حضرت، حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے عرس میں پیلی بھیت تشریف لے گئے ہیں، میں نے بریلی پہنچنے کی کوئی اطلاع نہیں دی تھی، نہ ہی والدِ ماجد نے دعوت نامہ میں میرے پہنچنے کا کوئی دن لکھا تھا، میں نے آستانے کے دارالافتاء میں اپنا سامان رکھا، گھر میں سے سیدہ محترمہ والدہ نے ناشتہ بھیجا، میں ناشتہ کر کے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ۱۱ بجے پیلی بھیت سے تار پہنچا:۔

"برہان میاں کو پیلی بھیت بھیجو"

(احمد رضا)

میں ظہر کے بعد پیلی بھیت کے لئے روانہ ہو گیا، پیلی بھیت پہنچا تو اسٹیشن پر مولانا عبدالاحد صاحب میرا انتظار کر رہے تھے، مصافحہ معانقہ کے بعد میں نے پوچھا "میں نے کوئی اطلاع نہیں دی تھی، آپ کیسے اسٹیشن آ گئے؟" ——— کہا، اعلیٰ حضرت

نے فرمایا برہان میاں کو اسٹیشن لینے جاؤ"

اعلیٰ حضرت کا قیام مولوی فضل حق ممبر کنسٹرکیٹر کی کوٹھی میں تھا، رات مولانا حامد

نے مجھے حضرت کی خدمت میں نہ جانے دیا، محدث صاحب علیہ الرحمہ کے عرس کے

جلسہ میں شریک ہوا، صبح مولانا کے ساتھ ناشتہ کے لئے بیٹھا تھا، لقمہ ہاتھ میں تھا

کہ ایک صاحب یہ کہتے ہوئے آئے کہ: "اعلیٰ حضرت ناشتہ میں برہان کا انتظار فرما رہے

ہیں" ——— میں نے لقمہ رکھ دیا اور تانگہ پہ کوٹھی پہنچا، دیکھا، ناشتہ چنا ہوا ہے

اور حضرت منتظر بیٹھے ہیں ——— خادم کو معانقہ سے مشرف فرمایا، میں نے قدمبوسی

کی، حضرت نے والد ماجد اور سب کی خیریت دریافت فرمائی ——— ناشتہ شروع

فرمایا، میں بھی شریک ہوا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا:۔

"مولانا عبدالسلام صاحب نے اپنے گرامی نامہ میں جبل پور آنے

کے لئے میرا پہنچہ اس طرح پکڑ لیا ہے کہ عذر کی گنجائش نہیں اور میرے

ضعف کی یہ حالت ہے کہ چند قدم چلنا دشوار ہے"

میں نے مسکراتے ہوئے عرض کیا، "حضور کی دعا و عافیت سے انشاء اللہ

حضور کو سفر میں بالکل تکلیف و پریشانی نہ ہوگی" ——— صاحب خانہ مولوی فضل حق نے

کہا، " برہان میاں! گاڑی دو جگہ بدلنی ہوگی ——— پلیٹ فارم کی طوالت، سیڑھیاں

چڑھ کر پل کا عبور ——— حضرت سے کیسے ہوگا؟ ——— میں نے کہا "بریلی سے

جبل پور تک سیکنڈ کلاس ریزرو ہوگا" ——— کہا "یہ بہت مشکل ہے اور بہت بھی تو

بڑا خرچہ پڑے گا" ——— میں نے کہا کہ ؎

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود

مرد باید کہ ہراساں نہ شود

اللہ تعالیٰ میری مشکل کو آسان فرما دے گا" ——— حضرت نے "انشاء اللہ" فرمایا

——— ناشتہ دعا برکت پر ختم ہوا، پیلی بھیت سے بریلی شریف واپس آئے۔

بریلی سے جبل پور روانگی کا دار و مدار ریل کے سیکنڈ کلاس کے ریزرویشن پر تھا، میں

منیرالدین صاحب وکیل کے ساتھ اسٹیشن ماسٹر سے ملا اور جبل پور تک سیکنڈ کلاس ریزرو کرنے کے لئے کہا ——— اسٹیشن ماسٹر نے جواب دیا، جی او، آر، آر جبے ورالہ آباد ای، آئی، آر ——— جبل پور تک ریزرویشن کے لئے کمپنی کے سنٹرل دفتر کو لکھنا ہوگا آپ کل آؤ، ہم کچھ مدد کریں گے" ——— ہم واپس آگئے۔

میں دوسرے دن گیا، اسٹیشن ماسٹر مجھے دیکھتے ہی بولا:-

YOU ARE VERY LUCKY MAN

——— تم بڑی قسمت والے ہو، سنیچر[1] کو دہرہ دون میل میں الہ آباد تک فرسٹ کلاس ریزرو ہے، اس کے ساتھ ایک سیکنڈ کلاس کمپارٹمنٹ ہے، وہ ہم تمہارے لئے ریزرو کرتے ہیں" ——— پرتاب گڑھ میں بدلنا نہیں پڑے گا، الہ آباد میں جبل پور کے لئے سیکنڈ کلاس ریزرو آپ کو ملے گا" ——— میں نے ٹکٹ کر کے اپنا نام رجسٹرڈ کرا دیا، یہ بدھ کا دن تھا، اعلیٰ حضرت سے آکر عرض کیا اور سفر کی تیاریاں ہونے لگیں ——— میں نے الہ آباد، عزیزم سید ظہور محمد کو خط لکھا کہ الہ آباد میں پلیٹ فارم پر ایک کرسی تیار رکھیں اعلیٰ حضرت کو کرسی کے ذریعہ پلیٹ فارم عبور کرنا ہوگا ——— اور جبل پور یک شنبہ[2] صبح پسنجر سے پہنچنے اور استقبال کے انتظام کے لئے لکھ دیا۔

دہرہ دون میل، صبح ساڑھے چار بجے روانہ ہوتا تھا، سنیچر کو دن بھر انتظامات ہوتے رہے، رات بھی تمام اسی طرح پوری ہوئی، ساڑھے تین بجے مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب (مفتی اعظم ہند)، مولانا حسنین رضا خاں صاحب، سید ایوب علی صاحب، سید قناعت علی صاحب اور مولوی محمد شفیع صاحب اسباب لے کر اسٹیشن کے لئے روانہ ہو گئے، صبح چار بجے اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب (حجۃ الاسلام)، حاجی کفایت اللہ صاحب اور خادم برہان گاڑی پر اسٹیشن کے لئے روانہ ہوئے، میں نے عرض کیا، حضور عین نماز کے وقت گاڑی

---

[1] ۱۹ر جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ/ مطابق ۲۲ر مارچ ۱۹۱۹ء

[2] ۲۰ر جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ/ مطابق ۲۳ر مارچ ۱۹۱۹ء

روانہ ہوگی، نماز فجر کہاں ادا کی جائے گی؟ ——— اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا،

"ان شاء اللہ! پلیٹ فارم پہ"

اسٹیشن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی چالیس ۴۰ منٹ لیٹ ہے ——— پلیٹ فارم پہ جانماز، چادریں، رومال بچھا لئے گئے اور بعونہٖ تعالیٰ کثیر جماعت نے اعلیٰ حضرت کے پیچھے نماز فجر ادا کی، تقبل اللہ! ——— یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ اطمینان کے ساتھ نماز سے فارغ ہوئے ——— گاڑی آئی، میں آفس کی طرف چلا کہ ایک ریلوے افسر نے مجھے ساتھ لیا اور سیکنڈ کلاس کا تالا کھول کر مجھے آفس میں آنے کو کہا ——— میں ساتھیوں کو ٹرین میں اسباب رکھنے کے لئے کہہ کر آفس پہنچا، پانچ ٹکٹ سیکنڈ کلاس اور پانچ ہی سرونٹ کلاس ٹکٹ لے کر آیا ——— گاڑی میں اعلیٰ حضرت کا بستر لگا کر مختصر ناشتہ، چار کے بعد لٹا دیا، گاڑی روانہ ہوئی ——— مولانا عبدالاحد صاحب پیلی بھیت سے لکھنؤ آئے اور وہاں سے ہمارے ساتھ ہو گئے۔

پرتاب گڑھ میں ہمارا کمپارٹمنٹ، الٰہ آباد کی گاڑی میں لگا دیا گیا، الٰہ آباد میں گاڑی ٹھہرتے ہی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر نے میرا نام پوچھا اور کہا کہ آپ کا سیکنڈ کلاس کمپارٹمنٹ جو ریزرو ہے، پلیٹ فارم نمبر ۳ پر ہے، سیٹھ محمد بھائی نے آرام کرسی کا انتظام کر لیا تھا، اعلیٰ حضرت کو سیکنڈ کلاس میں پہنچا دیا گیا اور سرونٹ میں سامان رکھا، وضو کا انتظام کیا، سب نے حضرت کے ساتھ ظہر قصر با جماعت ادا کی ——— حضرت مولانا حامد میاں شہر میں کسی سے ملنے تشریف لے گئے ——— عصر کے بعد سیٹھ محمد بھائی ایک پارسی کی کار لے آئے ——— اعلیٰ حضرت، مولانا مصطفےٰ میاں، حاجی کفایت اللہ، یہ خادم اور محمد بھائی تفریح کے لئے نکلے ——— الٰہ آباد کے خاص خاص مقامات، گنگا جمنا کے ملنے کا تربینی گھاٹ وغیرہ دیکھتے ہوئے واپسی میں ایک بنگلہ کے سامنے گاڑی روک کر پارسی نے التجا کرتے ہوئے کہا، "ہمارے گھر کے بال بچے درشن کرنا مانگتے ہیں" ——— میں نے حضرت کی طرف دیکھا، حضرت نے مسکرا کر سر ہلایا، میں نے پارسی کو اشارہ کیا، وہ بنگلہ میں گاڑی لایا، معلوم ہوا کہ محمد بھائی نے اعلیٰ حضرت کی بزرگی کا

پارسی سے ذکر کردیا تھا، اس کے گھر کی تمام عورتوں، بچوں نے ہاتھ جوڑ کر گاڑی گھیر لی اور "صاحب جی"، "صاحب جی" کہتے رہے ——— حضرت نے دونوں ہاتھ ہلاکر فرمایا، "تم سب اچھے رہو، اللہ تعالیٰ ہدایت کی نعمت عطا فرمائے"

الٰہ آباد اسٹیشن پر مغرب باجماعت ادا کی گئی ——— میں نے محمد بھائی سے ٹیکسی کا کرایہ دریافت کیا، محمد بھائی نے کہا، وہ کہتا ہے، "مجھے باباجی کے پیر چھو لینے دو، یہی کرایہ ہے" ——— میں نے حضرت سے عرض کیا، حضرت مسکرا کر خاموش رہے، میں نے پارسی کو اشارہ کیا، اس نے حضرت کی قدم بوسی کی، حضرت نے ہدایت کی دعا کی، سر اٹھا کر، ہاتھ جوڑ کر وہ رخصت ہوا۔

کھانے اور عشاء سے فارغ ہوکر حضرت کا بستر لگایا، سب آرام سے بیٹھ گئے تھے، گاڑی رات ۹ بجے روانہ ہوئی

پسنجر جبل پور صبح ۹ بجے پہنچتا ہے ——— ابھی ٹرین ۴ بجے کٹنی پہنچی، پلیٹ فارم نعرۂ تکبیر کی بہت زوردار آواز سے گونج اٹھا ——— آواز سن کر دروازہ کھولا، دیکھا والد ماجد ایک جم غفیر کے ساتھ استقبال کے لئے جبل پور سے تشریف لائے ہیں ——— اعلیٰ حضرت سے سب قدم بوس ہوئے، اعلیٰ حضرت کے وضو کے لئے انتظام کیا گیا، فرمایا، "نماز فجر کہاں ہوگی؟" ——— عرض کیا، سلیمناباد میں، لیکن صرف ۳ منٹ گاڑی ٹھہرتی ہے، حضور وضو فرمائیں، خادم حاضر ہوتا ہے" ——— میں انجن کی طرف بڑھا، دیکھا ڈرائیور مسلمان ہیں اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کرکے جارہے ہیں، مجھ سے مصافحہ کیا، میں نے کہا "سلیمناباد میں نماز فجر ادا کرنا ہے" پوچھا، کتنا وقت لگے گا؟" ——— میں نے کہا ۱۲ یا ۱۵ منٹ ——— کہا، "میں لیٹ کردوں گا" ——— گارڈ بھی مل گیا، اس نے بھی اطمینان دلایا ——— گاڑی بڑے وقت پر سلیمناباد پہنچی، پلیٹ فارم پر جا نماز، چادریں، رومال بچھا کر تقریباً ۳۰۰ کی جماعت ہوئی، پوری ٹرین کے مسافر دیکھ رہے تھے ——— اعلیٰ حضرت اطمینان کے ساتھ وظیفہ سے فارغ ہوکر گاڑی میں تشریف لائے ——— اسٹیشن ماسٹر صاحب طباق میں چائے لائے،

یہ ساگر کے قاضی خاندان سے ہیں، اعلیٰ حضرت نے چائے نوش کرتے ہوئے فرمایا :-

"مولانا عبدالسلام کا اثر ماشاء اللہ ریل پر بھی ہے"

غالباً ۲۰ منٹ ہوگئے، الحمدللہ! ڈرائیور نے ٹائم میک اپ کیا اور گاڑی ٹھیک وقت پر جبل پور اسٹیشن پہنچی، نعرۂ تکبیر سے اسٹیشن گونج اٹھا، پلیٹ فارم پر تِل رکھنے کی گنجائش نہ تھی ——— گاڑی رکتے ہی میں نے گاڑی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر مجمع کو مخاطب کر کے کہا :-

"حضرات! اعلیٰ حضرت دام ظلہم الاقدس کی زیارت تمام حاضرین کو مبارک، آپ تمام انتہائی محبت وخلوص کے ساتھ سرکار رضا کی قدم بوسی اور مصافحہ کے لئے بے چین ہوں گے، میری گزارش ہے آپ مصافحہ سے حضرت کو تکلیف نہ دیں، صرف زیارت کرلیں اور راستہ بنالیں کہ حضرت آرام اور آسانی سے باہر تشریف لے جاسکیں، قیام گاہ پر ہر ایک کو مصافحہ وقدم بوسی کی آزادی ہوگی"

مجمع نے نعرۂ تکبیر سے استقبال کیا اور میری گزارش پر عمل کیا گیا، درمیان میں راستہ دیدیا، اعلیٰ حضرت آہستہ آہستہ دستِ مبارک پیشانی پر رکھ کر اشارہ سے سلام کرتے ہوئے باہر تشریف لائے ——— گوکل داس کی دو گھوڑوں والی بگھی جو پھولوں سے سجائی گئی تھی، اس پر سوار ہوئے، جلوس کے ساتھ ایک گھنٹے میں ہمارے مکان پہنچے ———

مُلّا محمد خاں اور نور خاں نے بغل میں نرم تکیوں کا سہارا دے کر اوپر پہنچایا اور یہ طریقہ ہر وقت سیڑھیاں اترنے چڑھنے کے لئے جاری رہا ———

قیامِ جبل پور کے زمانے میں جو معمولات رہے اور جو واقعات وحالات پیش آئے اب وہ بیان کئے جاتے ہیں۔

جبل پور کے قیام کے دوران اعلیٰ حضرت کے یہ معمولات رہے :-

۱- نماز کے لئے پانچوں وقت مسجد پیدل تشریف لے جاتے۔

۲- ناشتہ کے بعد زائرین اور ملنے والوں کو مشرف فرماتے۔

۳۔ دوپہر کو قیلولہ فرماتے۔

۴۔ نمازِ ظہر کے بعد پھر لوگ حاضر ہوتے۔

۵۔ عصر کے بعد کبھی تفریح کے لیے جانا ہوتا۔

۶۔ بعد مغرب کچھ وقت اوراد و وظائف و اشغال میں گزرتا اور کبھی دعوت میں جانا ہوتا۔

۷۔ بعد عشاء گیارہ بجے رات تک عقیدت مند حاضرین کے درمیان ذکر و نصیحت کی محفل ہوتی۔

میری دو بچیاں تھیں، زکیہ طلعت عمر پانچ سال اور صبیحہ نورانی عمر تین سال ——— صبح ناشتہ کے بعد اعلیٰ حضرت کتاب مطالعہ فرماتے ہوتے یا فتویٰ لکھاتے ہوتے دونوں بچیاں سامنے آکر بیٹھ جاتیں ——— ایک دن والد ماجد آئے تو زکیہ نے نورانی سے حضرت کی طرف اشارہ کر کے کہا "یہ بڑے دادا ہیں" ——— اور والد کو کہا، "یہ چھوٹے دادا ہیں" ——— حضرت نے سن لیا اور بہت لطف اندوز ہوئے اور والد ماجد سے فرمایا، یہ ایسا کہہ رہی ہیں، والد بھی ہنسے ———

ایک دن مجھ سے فرمایا، "میری دو بچیوں کے لئے کان کے بندے (ایرنگ) چاہئیں" ——— میں نے صدر بازار میں ایڈل جی کے یہاں سے نہایت خوبصورت یاقوت اور نقلی ہیرے کے دو جوڑے ایرنگ لاکر حضرت کو دکھائے، حضرت نے بہت پسند فرمایا اور کہا، "ذرا پہنا کر دیکھوں، کیسے لگتے ہیں" ——— زکیہ، صبیحہ دونوں سامنے بیٹھی تھیں، پاس بلا کر دونوں کے کانوں میں دستِ مبارک سے پہنا کر دیکھا اور کچھ دعا فرمائی ——— حضرت نے مجھ سے قیمت دریافت کی، میں نے عرض کیا، "حضور قیمت دے دی ہے" ——— پھر بچیوں کے کانوں سے بندے اتارنے لگا ——— فرمایا، "رہنے دیجئے، اپنی انہیں دو بچیوں کے لئے منگائے تھے" ——— اور فوراً مجھے قیمت عطا فرمائی [۱]

[۱] آجکل علمائے کرام عموماً لیتے ہی لیتے ہیں دیتے نہیں امام احمد رضا نے عطا و بخشش کی سنت کو زندہ کیا اور یہ بتا دیا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا ہی لیا نہیں دیا بھی ہے اور بہت کچھ دیا ہے ؎

دریا بہا دیے ہیں، دُربے بہا دیے ہیں ——— مسعود

——— افسوس دونوں بچیاں داغ مفارقت دے گئیں، بندے یادگار محفوظ ہیں۔

ایک دن بعد نمازِ عصر تفریح کے لئے بگھی پر، گن کیرج فیکٹری کی طرف نکلے، فوجی گوروں کی پارٹی فیکٹری سے اپنے اپنے کوارٹروں کی طرف جا رہی تھی، انہیں دیکھ کر حضرت نے فرمایا :-

"کم بخت بالکل بندر ہیں"

مولانا حسنین میاں نے فرمایا :-

"صرف دُم کی کسر ہے"

میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا :-

"وہ کثرتِ استعمال سے حذف ہو گئی"

اس فقرے پر حضرت اور سب ہنسے اور حضرت کے قہقہہ کی آواز سنی گئی، فرمایا :-

"حذف کی علت خوب ہی" [۱]

---

[۱] امام احمد رضا پر انگریزوں کی خیر خواہی کا الزام لگایا جاتا ہے، خیر خواہ اپنے دوستوں کا اس طرح مذاق نہیں اڑایا کرتے ——— متعدد شواہد اس الزام کی تکذیب و تردید ہوتی ہے، مثلاً :-

۱- ایک عیسائی نے آیتِ قرآنی پر بحث کرتے ہوئے خدا پر اعتراض کیا، امام احمد رضا کی خدمت میں استفسار پیش کیا گیا تو جواب میں رسالہ "الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام" (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) تحریر فرمایا، جس میں حقائق کی روشنی میں عیسائیوں پر بہت ملامت کی ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں :-

"اللہ اللہ، یہ قوم ——— یہ قوم، یہ سراسر وہم، یہ لوگ ——— جنہیں عقل سے لاگ، جنہیں جنوں کا روگ ——— یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں! ——— انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!"

(مطبوعہ لاہور، ص ۲۱)

یہ کسی انگریز کے خیر خواہ کی تحریر نہیں معلوم ہوتی ———

۲- بریلی سے ماہنامہ الرضا نکلتا تھا، اس کے ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء کے شمارے میں یہ عنوان قائم کیا ہے :-

جبل پور سے پندرہ میل پر نربدا ندی کا نہایت زوردار اور دل کش آبشار ہے۔ تقریباً سو فٹ گہرائی میں پتھروں سے ٹکراتا ہوا نربدا کا پانی گرتا ہے۔ اس ٹکراؤ سے دھوئیں کی طرح پھوار بہت دور تک فضا میں اڑتی اور پھیلتی ہے اور سورج کی شعاعوں سے قوس قزح کی طرح رنگ برنگ منظر دور سے بہت ہی خوبصورت نظر آتا ہے ــــــ اسے "دھواں دھار" کہا جاتا ہے۔ پانی پتھروں سے ٹکراتا ہوا گہرائی میں سنگِ مرمر کی چٹان پر گرتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دودھ ابل رہا ہے ــــــ اسے "دودھ مکھن" بولتے ہیں۔

"پنچبٹی گھاٹ"[1] سے کشتی پر چلتے ہیں تو ستر فٹ چوڑی اور کالی گہری نربدا کی سطح پر دونوں جانب ڈیڑھ سو فٹ اونچی سنگِ مرمر کی چٹانوں اور پہاڑوں کے گھماؤ پھراؤ کے ساتھ ملاح کشتی کو کھیتے ہیں ــــــ ڈھائی تین میل تک درۂ دانیال کا نقشہ نظر آتا ہے، جہاں سے آگے کشتی نہیں جاسکتی ــــــ اس مقام کو "بندر کودنی"[2] کہتے ہیں، یہاں ایک طرف ریت کا مسطح میدان ہے۔

(بقیہ) "انگریزی درس گاہیں ہمارے لئے کافی نہیں"

اور پھر انگریزی تعلیم اور مدارس پر کھل کر تنقید کی ہے، راقم نے مقدمہ دوام العیش (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۴۴،۴۲) میں اس الزام کے خلاف مزید دلائل پیش کئے ہیں۔ مسعود

[1] یہ ایک مقام کا نام ہے جہاں نربدا ندی پانچ الگ الگ دھاروں میں بہتی ہے اس لئے پانچ بٹ (راہ) یا پانچ دھاروں کی بنا پر اس کا نام "پنچبٹی" گھاٹ پڑا۔ برہان

[2] یہ ایک مقام کا نام ہے جہاں دریائے نربدا بہت تنگ ہو کر بہتا ہے اور دونوں طرف اونچے اونچے پہاڑوں سے بندر چھلانگ لگا کر دریا کو پار کر سکتا ہے ــــــ یہاں دریا کی گہرائی بھی اندازے سے باہر ہے اور دریا کے اندر پہاڑوں کے ہونے سے پانی میں بھنور ہر وقت رہتا ہے، اس لئے اس مقام سے آگے کشتی کو نہیں لے جاتے۔

برہان

"دھواں دھار" جاتے ہوئے راستہ میں داہنی جانب اونچے پہاڑ پر ایک مندر ہے جس کی ایک سو چالیس سیڑھیاں ہیں ——— اس مندر کو "چونسٹھ جوگنی" کہا جاتا ہے ——— اونچی دیوار کے احاطے میں چونسٹھ خانے ہیں، ہر خانے میں ایک قدآدم سنگ گر کا لنگا اور نر اور زنانہ بت ہے، ہر بت اس طرح کٹا ہوا ہے جیسے تلوار سے کاٹ گیا ہو ——— کسی کا سر، کسی کے ہاتھ، کسی کی کمر، کسی کی چھاتیاں اور دیگر کٹے ہوئے اعضا اس بت کے سامنے پڑے ہیں۔

"بھیڑا گھاٹ" میں نربدا کے کنارے اونچی سطح پر دو ڈاک بنگلے ہیں، دونوں کے خانساماں اور نگران مسلمان ہیں جو سیاحوں اور سیر کرنے والوں کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کرتے ہیں ——— دو عام سرائے بھی ہیں جن کا انتظام ہنڈوں کے ہاتھ میں ہے، عام طور پر ہندو "تیرتھ اشنان" کے لیئے سرائے میں ٹھہرتے ہیں۔

کچھ لوگ رات ہی کو انتظام کے لیئے "بھیڑا گھاٹ" چلے گئے، نمازِ فجر کے بعد اعلیٰ حضرت کو بھیجا گیا، اوپر والے ڈاک بنگلے میں انتظام تھا ——— پہنچتے ہی ناشتہ کے بعد ایک پالکی پر اعلیٰ حضرت اور سب لوگ پیدل چلے ——— "چونسٹھ جوگنی" پر سیڑھیوں سے پہنچے ——— حضرت کی نظر جیسے ہی بتوں پر پڑی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الٰہا واحدا لا نعبد الا ایاہ واشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھا۔

مندر کے دوسرے دروازے پر سلطان عالمگیر علیہ الرحمہ کے لیئے دعا کی ———

اس دروازے سے باہر نکلے تو "دھواں دھار" کی پھوار میں رنگ برنگ قوس و قزح کا نقشہ بہت خوشنما نظر آیا، حضرت نے دریافت فرمایا "یہ کیا ہے؟" ——— میں نے عرض کیا "حضور وہیں چل رہے ہیں" ——— "دھواں دھار" پہنچے، اور دھوئیں کی طرح فضا میں سبز، سرخ، نیلے عکس اور اوپر سے نیچے گرتے ہوئے پانی کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے اور ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحنک فقنا عذاب النار

تلاوت فرمائی ——— ایک چھوٹی دھار کے کنارے پتھروں پر حضرت کی پالکی رکھدی گئی جہاں بہت بڑی تیز دھار بھی صاف نظر آرہی تھی، آبشار بھی صاف نظر آرہا تھا ——— کچھ لوگ دور ہٹ کر نہانے لگے ——— ایک گھنٹے بعد ڈاک بنگلے واپس آگئے، کھانا تناول فرماکر کچھ آرام کیا پھر ظہر ادا فرمائی۔

میرے ہم عمر دوست عبدالکریم پہلوان تھے جو سینہ پر پندرہ بیس من کا پتھر رکھ کر اس پر ایک چھوٹے پتھر کو چورا چورا کرا تے ——— انہوں نے اعلیٰ حضرت کو یہ کرتب دکھانے کا ارادہ ظاہر کیا ——— ظہر کے بعد بنگلہ کے باہر ایک گھنٹے حضرت کے سائے میں اعلیٰ حضرت کرسی پر تشریف فرما ہوئے، پانچ گز کے فاصلہ پر سامنے ریت کو پھیلا کر برابر کرکے عبدالکریم اس ریت پر لیٹ گئے تو آٹھ دس آدمیوں نے پندرہ بیس من وزنی چوناپیسنے کے وزنی پتھر کو سنبھال کر پہلوان کے سینہ پر رکھ دیا، اس پر دوسرے پتھر کو چار آدمیوں نے پتھروں سے کچل کر چورچور کر دیا ——— اعلیٰ حضرت اس منظر اور کرتب پر بہت خوش ہوئے! پہلوان سینہ سے وزنی پتھر ہٹا کر حضرت سے قدم بوس ہوئے ——— حضرت نے فرمایا "بڑا خطرناک تماشا ہے" اور جیب سے دس روپے کا نوٹ اور سیلا انعام عطا فرمایا ——— پہلوان کا حوصلہ بڑھا، وہ پھر ریت پر لیٹ گئے، ایک چھکڑا گاڑی پر بارہ آدمیوں کو سوار کرکے چار آدمیوں نے گاڑی کو کھینچا، پہلوان کے سینہ پر سے ایک پہیا نکالا ——— حضرت نے پہلوان کی مشق کی تعریف فرمائی اور فرمایا "بڑا خطرناک کھیل ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔"

عصر کے بعد "بھیڑی گھاٹ" سے دو کشتیوں پر نربدا کی سیر کے لئے بیٹھے ——— اعلیٰ حضرت نے کشتی پر قدم رکھ کر فرمایا، بسم اللہ مجریھا ومرسٰھا، میں نے آمین کہا ——— کشتیاں سنگ مرمر کی اونچی چٹانوں کے درمیان روانہ ہوئیں، گھما پھرا کر کے ساتھ مناظر قدرت کے درمیان ۲۹ جمادی الاخریٰ کو رجب المرجب کا چاند نظر آیا، ——— اعلیٰ حضرت نے چاند دیکھ کر فرمایا:۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر

و للہ الحمد ھلال خیرو رشد ــــــ ربی و ربک اللہ۔

اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیے، ہم سب نے آمین کہہ کر ہاتھ اٹھا لئے۔

"بندر کودنی" کے خشک ریت کے میدان میں مصلّی اور رومال وغیرہ بچھا لئے گئے ـــــــ میں نے اذان دینے کے ارادے سے کان میں انگلیاں لگائیں کہ اذان کی آواز سنائی دی، دیکھا کہ اعلیٰ حضرت اذان دے رہے تھے، حضرت ہی نے اقامت فرمائی اور نمازِ مغرب پڑھائی، فارغ ہونے پر ہم سب قدم بوس ہوگئے تو اپنے دستِ مبارک میں خادم کا ہاتھ لے کر فرمایا :-

"حدیث شریف میں ہے، اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے، وہاں کا ہر ذرہ شاہد اور گواہ ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اذان دی کہ یہاں کا بہتا ہوا دریا، پہاڑ، درخت، سبزہ اور ریت سب مجھ فقیر کے لئے شاہد ہو جائیں!!"

میں نے عرض کیا "حضور! یہ ہماری اور یہاں کی ہر شے کی خوش نصیبی ہے کہ حضور کی زبانِ مبارک سے اذانِ مبارک کی سعادت افروز آواز سن کر شہادت کی برکت اور حضور کے ساتھ ثواب کے مستحق ہوئے، الحمدللہ! اور یہاں کا ہر ذرہ ہمارے لئے بھی شاہد ہو جائے" ــــــــــــ

حضرت نے فرمایا :-

"ماشاء اللہ! بارک اللہ!"

ہم کشتیوں پر واپس ڈاک بنگلے آئے، اعلیٰ حضرت نے اس سیر پر بہت مسرت ظاہر فرمائی ــــــ "بھیڑا گھاٹ" سے ہم سب ۹ بجے رات مکان پہنچے[1]

قیامِ جبل پور کے دوران اعلیٰ حضرت کی تقویٰ شعاری کے جو واقعات سامنے آئے وہ ہم سب کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

چند واقعات یہاں پیش کئے جاتے ہیں :-

---

[1] ان واقعات کی کچھ تفصیلات الملفوظ، حصہ دوم (مؤلفہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں) مطبوعہ کانپور، ص ۲۱۶ میں بھی ہیں۔ ــ برہان

۱۔ ایک دعوت میں دستر خوان چُنا جا رہا تھا کہ ٹائم پیس کا الارم نہایت سریلی پیالوں کی آواز میں بجنے لگا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا :۔

"اسے بند کرو کہ سریلی راگ کا سننا جائز نہیں!"

۲۔ ایک دعوت میں کھانے کے بعد ایک صاحب نے ہاتھ دھونے کے بعد دستر خوان سے ہاتھ پونچھا، اعلیٰ حضرت کی نظر مبارک پڑ گئی، فرمایا :۔

"دستر خوان صرف کھانے کے لیئے ہے، اس سے ہاتھ پونچھنا خلافِ سنت ہے۔"

۳۔ سیٹھ دادا بھائی حاجی کریم نور محمد کے یہاں سب کے سامنے فیرنی طشتریوں میں تھی، اعلیٰ حضرت کے سامنے بڑی چینی کی رکابی میں تھی، فیرنی خوش ذائقہ تھی، اعلیٰ حضرت نے بہت پسند فرمائی، چند چمچے نوش فرما کر، دادا بھائی سے فرمایا :۔

"دادا بھائی! میں اس رکابی سے فیرنی حضرت عبد السلام کو دے سکتا ہوں؟"

ہم سب حیرت سے حضرت کو دیکھنے لگے، دادا بھائی نے عرض کیا، "حضور کی مرضی، جسے چاہیں عطا فرمائیں" ——— میں نے عرض کیا، اس کے لیے دادا بھائی کی اجازت کی کیا ضرورت تھی؟ ——— فرمایا :۔

"میرے سامنے دستر خوان پر جو کچھ رکھا گیا' وہ امانت ہے، صرف میں کھا سکتا ہوں' جو باقی ہے وہ صاحبِ خانہ کا ہے، صاحبِ خانہ کی اجازت سے کسی کو دے سکتا ہوں، اس لیئے میں نے دادا بھائی سے حضرت مولانا کو دینے کے لیئے اجازت چاہی کہ خیانت کا شائبہ نہ رہے۔"

۴۔ سوداگر حاجی اکبر خاں کے یہاں دعوت میں قورمہ روٹی کے ساتھ اچھا معلوم ہوا، حضرت نے حاجی اکبر خاں سے فرمایا :۔

"خان صاحب! یہ قورمہ میں لے سکتا ہوں؟"

اکبر خاں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، "حضور! اجازت کی کیا حاجت ہے، اور حاضر کردونگا"

فرمایا :-

"شوربہ ترکاری، روٹی چاول کے ساتھ کھانے کے لئے دسترخوان پر رکھی جاتی ہے پینے کے لئے نہیں، پینا صاحبِ خانہ کا مقصد نہیں ہوتا اس لئے اجازت کی ضرورت ہے۔"

۵۔ صدر بازار میں طیلہ ماسٹر حاجی محمد حیدر کے ہاں دعوت میں ٹھنڈا پانی نہ تھا، حاجی صاحب نے اپنے فرزند سے کہا "لیسین! دیکھ مسجد کے گھڑے میں پانی ٹھنڈا ہوگا، جگ میں لے آؤ" ——— حضرت نے فرمایا :-

"مسجد میں پانی صرف مصلیانِ مسجد کے لئے رکھا جاتا ہے، غیر مصلی کو اپنے یہاں منگا کر یا راستہ چلتے پینا جائز نہیں، مسجد کا پانی نہ منگایا جائے۔"

یہ ہیں وہ واقعات جو ہر عالم و عامی کے لئے نمونہ ہیں، مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ شعار اور دیانتدار بنائے۔ آمین۔

اعلیٰ حضرت نے بریلی میں مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ "مجھے جبل پور میں دس دن سے زیادہ نہ روکا جائے گا" ——— میں نے عرض کیا تھا، "انشاء اللہ! حضور کی مرضی کے خلاف نہ ہوگا" ——— اب دس دن پر پندرہ دن مزید قیام ہو چکا تھا ——— اعلیٰحضرت نے والدِ ماجد سے فرمایا "مولانا! میں نے برہان میاں سے دس دن کا وعدہ لیا تھا" ——— میں نے عرض کیا، حضور نے بے شک دس دن ہی میں واپسی کے لئے فرمایا تھا، سرکار! وعدے کے دس دن پورے ہو چکے، اب تو وعدہ پر پندرہ زیادہ ہو گئے، وعدہ کا وقت ختم ہو چکا" ——— اتنا کہہ کر میں قدموں پر جھکا، حضرت نے اٹھا کر ہنستے ہوئے سینہ سے لگایا ——— والدِ ماجد نے فرمایا "حضور! جبل پور خوش نصیب ہے کہ یہاں حضور کی صحت بہت اچھی ہے، بریلی شریف میں حضور کرسی پر مسجد تشریف لے جاتے تھے، یہاں اللہ کے فضل سے پانچوں وقت کی نماز کے لئے مسجد پیدل تشریف لیجاتے ہیں، سترہ سیڑھیاں نماز کے علاوہ دعوتوں اور تفریح کے لئے بھی اترنے چڑھنے میں صرف سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، کبھی کبھی نماز میں رکوع و سجود میں عصا کا سہارا لینا پڑتا تھا،

یہاں نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ نظرِ بد سے محفوظ رکھے، چہرۂ انور پر صحت کا نمایاں اثر ہے، اگر حضور چند روز اور قیام فرمائیں تو غلاموں پر کرم ہوگا، بہرحال حضور کی مرضی مقدم ہے"

اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا :-

" جبل پور کا پانی بہت زوردار ہے اس سے زیادہ زوردار آپ حضرات کی محبتیں ہیں "

الحمدللہ! خوش نصیب جبل پور میں ایک مہینہ چار دن حضور نے قیام فرمایا اور جبل پور کو دارالسرور ہونے کا شرف بخشا، الحمدللہ!

بریلی پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے نہایت محبت و شفقت کے ساتھ والد ماجد کے نام والا نامہ ارسال فرمایا جو قابلِ مطالعہ ہے، ملاحظہ فرمائیں :-

مکتوب اعلیٰحضرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لک الحمد یا من عنی و کفیٰ	صلوٰتک دوما علی المصطفیٰ
و آل و اصحٰب و اتباعہم	و غوث الوریٰ و اشیاعہم
سپس بہر عبد السلام ایں سپاس	کہ از شکرِ خالق بود شکر ناس
وطن گرچہ آرام را درخور است	جبل پور ما را از و خوش تر است
نہ از خود شد او فرحت افزا مقام	کہ از عبد الاسلام عبد السلام
تولائے اصحاب آں محترم	برانگیختہ از وطن خاطرم
سلامت بود شاہ عبد السلام	بحق محمد علیہ السلام
الٰہی نگہدار برہانِ حق	بود دائما از وے اعلانِ حق
برائے تو و نسلِ تو دائما	بود از احد، لطفِ احمد رضا
توئی حافظِ حق و عبدِ شکور	از انت بود فضلِ حق را ظہور

ہمیشہ بود کارتاں را نظام ۔ محمد بود غوث تاں بالدوام
بود حق و قیوم، مغنی، ودود ۔ پسے جملہ تاں حافظ از ہر عنود
توئی ناہد و زاہداں را عطاست ۔ ز درگاہ رب و ز احمد رضاست
خوش آناں کہ از نام غوث بلند ۔ سزاوار حمد و رضا گشتہ اند

جناب محترم، ذی المجد والکرم حامی السنن السنیہ، ماحی الفتن الدنیہ، جامع الفضائل الانسیہ والفواضل القدسیہ، قامع الرذائل الانسیہ مولانا بالفضل اولانا مولوی حافظ شاہ عبد السلام عبد الاسلام سلمہ السلام وادام فیضہ علی الانام، امین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔

شب دوشنبہ ۸ بجے مع الخیر اسٹیشن بریلی پر آیا، راہ میں بڑی نعمت بفضلہ عزوجل یہ پائی کہ نمازِ مغرب کا اندیشہ تھا، شاہجہانپور ۶-۳۳ پر آمد تھی کہ ہنوز وقت مغرب نہ ہوتا اور صرف ۸ منٹ قیام مگر گاڑی بفضلہ تعالیٰ ۱۵ منٹ لیٹ ہوکر شاہجہان پور پہنچی اور ۱۰ منٹ ٹھہری کہ بہ اطمینانِ تمام نماز اچھے وقت ادا ہوئی، وللہ الحمد!

اسٹیشن بریلی پر ہجوم احباب بکثرت تھا، وہابیہ خذلہم نے کہ اخبار سوختہ اظہار لکھی تھیں، رغماً لانوفہم موٹر کو راہ شہر کہنہ پر سے گئے اور یا آنکہ میں حتی الامکان شَرَّ البقاع اسواقہا سے نفور ہوں، بازاروں میں لائے، بیچ میں کمپنی باغ کی ٹھنڈی سڑک پڑی جس کے دونوں پہلو عجیب خوشنما و سایہ دار و ہوا بار اشجار کی قطار دور تک تھی، یہ سڑک میں نے عمر بھر میں اسی شب دیکھی ——— موٹر لحاظ ہمراہیاں بہت آہستہ خرامی کے ساتھ بدیر مکان پر پہنچا، فقیر نے ابتدا مسجد کی نمازِ عشاء ہوئی، پھر ۱۱ بجے تک غزل خوانوں کا ہجوم رہا، ۱۱ بجے کچھ کھانا کھایا، ۱۲ بجے سے بخار آگیا، ۲ بجے بہت سردی معلوم ہوئی، پلنگ اندر لیا گیا، رضائی اوڑھی

اور سردی نہ جاتی تھی، دوسرے دن بفضلہ عزوجل بہ برکت دعائے جناب پسینہ
خوب آیا اور بخار اتر گیا۔ تیسرے دن پیاس اور درد کی شدت رہی کل روز
چہارشنبہ سب دنوں سے زیادہ کرب رہا، آج بفضلہٖ عزوجل بہت اعراض
زائل ہیں اور درد سر میں اتنی تخفیف کہ یہ نیاز نامہ لکھ رہا ہوں۔

وہاں کے احباب کی صورتیں نگاہوں میں پھرتی ہیں، الحق علمائے
کرام حرمین طیبین کے بعد یہ محبتیں، یہ خلوص، یہ اخلاق مجھ جیسے بے مقدار
کے ساتھ وہاں کی مثل کہیں اور ہرگز ہرگز نہ پائے، یہ سب برکات جناب
ہیں، بارک اللہ تعالیٰ فیکم وبکم ولکم وعلیکم ——— میں تخصیص اسماء سے
اندیشہ کرتا ہوں کہ کثیر النسیان ہوں، کوئی نام سہواً نہ رہ جائے، سہو کی معافی
مانگ کر اتنا عرض کروں گا تینوں گھروں کے ہر خورد وکلاں کا ادائے شکر
ناممکن، کرمی حافظ عبدالشکور صاحب، محمد غوث صاحب و زاہد میاں و
فضل میاں و ظہور میاں وغیرہم کا کیا کہنا! ——— بے کسی کے کہے
اپنی خواہش سے عبدالقیوم و عبدالودود و عبدالحی کا باوصف میرے بار بار
منع کرنے کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پنکھا جھلنا اور داداجی،
قاسم بھائی، عبدالکریم بھائی، حکیم عبدالرحیم صاحب، سید عبدالکبیر صاحب،
ماسٹر محمد حمید صاحب، اکبر خاں صاحب، محمد خاں صاحب، عبدالسبحان صاحب
و احمد بھائی و منشی صاحب و امثالہم کی خالصاً للہ محبتیں اور نور خاں و لعل محمد
و استاد حسین و نظیر خاں و عبدالکریم پہلوان و امثالہم کی لوجہ اللہ خدمتیں عمر بھر
یاد رہنے کی ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ گھر کے بچوں کو بالخیر پایا، برکاتی کے چیچک بشدت
نکلی تھی، بفضلہٖ تعالیٰ عافیت سے دیکھ کر ان کے دیکھنے نے زکیہ و نورانی
کی یاد کم نہ کی اور اگر میں عادی سیر و تفریح ہوتا تو زکیہ کی یاد ہر روز تجدید پاتی،
مولیٰ عزوجل سب کو بالخیر والعافیۃ رکھے اور سب کے صدقے میں اس فقیر اداس کے

اعزہ کو بھی، آمین۔

ان صاحبوں اور سید رعایت علی صاحب و حافظ کریم بخش صاحب و شیخ محمد حسین و شیخ باقر و شیخ لال و شیخ بہادر و رستم خاں صاحبان و بابو عبدالرحیم صاحب و حاجی عبداللہ صاحب و محمد ادریس و محمد اسمٰعیل و عبدالرحیم خاں و عبدالرحیم بن کریم بخش صاحب و شیخ گھوکھا خاں و امام بخش و عبداللہ خاں و محمد حسین بھائی تلسیا و حاتم علی و عظیم الدین و رحیم بخش و نظیر خاں صاحبان وغیرہم مبایعان تازہ و جملہ تائبین و سائر اصحاب کو سلام سنۃ الاسلام۔

نور بصری و ثمرۂ فؤادی مولانا برہان میاں، عزیزہ سعیدہ ہمشیرہ کی شادی کب ہے؟ کیا تاریخ مقرر ہوئی، شہر ہی میں ہے یا دوسری جگہ؟

والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

یوم الخمیس ۲۲ رجب ۱۳۳۰ھ ہجریہ قدسیہ
علی صاحبہا و آلہ الف الف صلاۃ و تحیۃ، آمین

حکیم صاحب کا دیوان کہیں کہیں سے دیکھا، اس میں اغلاطِ شرعیہ اور شعریہ بھی ہیں، اگر حکیم صاحب بعد اصلاح دوبارہ طبع کرائیں جو بوجہ اغلاطِ شرعیہ ضروری ہے تو ایک نسخہ ادھر بھیجدیں تاکہ اس پر فہرستِ اغلاط بنا کر بھیج دی جائے۔ والسلام [1]

---

[1] اس مکتوب کا عکس کتاب کے آخر میں "نوادراتِ امام احمد رضا" کے تحت شامل کر دیا ہے۔ مسعود

۶

کافر، ہر فرد و فرقہ دشمن مارا
مرتد، مشرک، یہود و گبر و ترسا
"مشرک را بندہ باش و با نصرانی
ہر کار حرام"، این ست ز شیطاں فتوی!

امام احمد رضا

۶

۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں گاندھی کی تحریک ترکِ موالات اور ہندو مسلم اتحاد بہت زور کے ساتھ تھی، اسی کے ساتھ مسئلہ خلافت کو ملا دیا گیا، سلطانِ ترکی کو خلیفۃ المسلمین امیر المومنین کہا جانے لگا، اس تحریک میں ہندوستان کے بعض پختہ مغز، نامور، ذی اثر، معزز مسلمان شامل ہوگئے اور تحریک زور پکڑ گئی۔ شوکت علی، محمد علی، ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالباری فرنگی محلی وغیرہم نہ صرف شامل بلکہ پیش پیش ہو کر عام مسلمانوں کو شمولیت کی دعوت دینے لگے۔

اعلیٰ حضرت اور جن علماء اور صاحبِ اثر مسلمانوں نے ان تحریکات کو خلافِ شرع اور فتنہ سمجھ کر ان تحریکات میں حصہ نہیں لیا اور ان کا ساتھ نہیں دیا، ان کے خلاف تقریروں اور اخباروں میں دھمکیاں دی گئیں، مکمل مقاطعہ اور بائیکاٹ کی تحریک چلائی گئی۔

اعلیٰ حضرت کو اور ہم لوگوں کو شامل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا، خلافت کمیٹی قائم ہوئی اور کانگرس کمیٹی سے اس کا اتحاد ہوگیا، تحریک زور پکڑ گئی یہاں تک کہ جن حق پسند مسلمانوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا ان کے بائیکاٹ اور ان سے مکمل مقاطعہ کا اعلان کر دیا گیا۔

اعلیٰ حضرت اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا عبدالسلام جبل پوری اور دوسرے علماء کے خلاف نہایت گندے حملے کئے جانے لگے، آخر مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی جانب سے اعلیٰ حضرت اور علماءِ حق کے خلاف ایک مضمون شائع ہوا، اعلیٰ حضرت کی جانب سے الطاری الداری لهفوات عبدالباری (۱۳۳۹ھ) لکھ کر مولانا عبدالباری کو رجسٹری کی گئی، اور چھاپ کر شائع کی گئی، مولانا پر اس کا اچھا اثر ہوا، انہوں نے ان کا ساتھ تو نہیں چھوڑا لیکن رفتار سست ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔

خلافت کمیٹی کی طرف سے ترکوں کے لیے خلافت راشدہ کے نہج پر خلافت کے حق میں مضامین اور بیانات شائع ہوئے تو مسئلہ خلافت کی شرعی تحقیق اور وضاحت کے لیے کتاب دوام العیش فی الائمۃ من قریش، اعلیٰحضرت کی طرف سے شائع ہوئی ——— جس میں بتایا گیا کہ اسلامی نقطہ نظر سے سلطان ترکی، خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین تو نہیں ہو سکتا، تاہم سلطان اسلام کی حیثیت سے ان کی اور سلطنت اسلام کی حیثیت سے ترکی کی امداد و اعانت ہر مسلمان پر بقدر استطاعت فرض ہے۔

ہندو مسلم اتحاد کے بارے میں آیت کریمہ لا ینھٰکم اللّٰہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الآیہ پر بہت زور دیا گیا اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے فتویٰ المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ (۱۳۳۹ھ) شائع ہوا جس میں قوی دلائل سے ثابت کیا گیا کہ ہندوستان کے مشرکین، حربی کفار ہیں ان سے وداد و اتحاد اس آیت کریمہ کے تحت نہیں آتا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں اس غیر شرعی ممنوع اتحاد کے سلسلے میں جا بجا جلسے اور شور و شغب بہت زوروں پر تھا۔

رجب شریف ۱۳۳۹ھ / مارچ ۱۹۲۱ء میں اجمیر شریف کی حاضری کے بعد بریلی حاضر ہوا۔ آستانہ پر چند معتمد علماء کرام کی مجلس شوریٰ ہو رہی تھی، مولانا سید سلیمان اشرف صاحب صدر مجلس تھے، سب سے سلام و مصافحہ کے بعد میں بھی بیٹھ گیا ——— معلوم ہوا کہ جمعیت علماء ہند کے اہتمام سے ابو الکلام آزاد کی زیر صدارت ایک کھلا اجلاس بریلی میں ہو رہا ہے جس میں وہ اپنے مخالفین پر اتمام حجت کریں گے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے مختلف اشتہار شائع کر کے کیا ہے کانگرسی اور خلافتی لیڈروں کی طرف سے ہونے والی غیر اسلامی حرکات کو بند کرانے، رفع نزاع اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے علماء کی تازہ کوششوں کا جائزہ لیا گیا، صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے مرتب کردہ ستر سوالات بعنوان "اتمام حجت تامہ" (۱۳۳۹ھ) شائع ہو کر اراکین خلافت کمیٹی تک پہنچ چکا تھا۔ ابو الکلام آزاد نے ان تمام کوششوں کے برعکس

لہ یہ رسالہ مکتبہ قادریہ، لاہور نے ۱۹۸۰ء میں راقم کے مبسوط مقدمہ کے ساتھ دوبارہ شائع کر دیا ہے۔ مسعود

اعلیٰحضرت کو جلسہ میں شرکت اور رفع منازعت کی دعوت بھیج دی۔ آستانہ پر حاضر علمار جماعت رضائے مصطفےٰ کی طرف سے اس سے پہلے جمعیت علمائے ہند کے اجلاس میں شرکت کرنے اور رفع نزاع کے لیے ایک وفد کا اعلان بذریعہ اشتہار کر چکے تھے جو کھلے اجلاس میں ابوالکلام آزاد اور دوسرے خلافتی لیڈروں سے جاکر گفتگو کرے گا ۔۔۔۔۔ میں نے بھی وفد میں شامل ہونے کا ارادہ کیا، مگر مولانا سید سلیمان اشرف نے یہ فرمایا کہ چونکہ اس عام اجلاس کے مہتمم کو وفد کے علمار کے نام لکھ کر دیئے جا چکے ہیں، اب کسی اور کو وفد میں شامل کیا جانا قاعدہ کے خلاف ہوگا آپ دیگر معاون علمار کی طرح وفد کے ہمراہ جا سکتے ہیں۔

اعلیٰحضرت کے موقف کے مطابق مولانا امجد علی صاحب کے مرتب کردہ ستر سوالات کا مجموعہ مسمّٰی بہ اتمام حجت تامہ طویل اشتہار کی شکل میں چھپ چکا تھا اور وفد کے جانے سے پہلے اجلاس عام کے منتظمین کو بھیجا جا چکا تھا تاکہ وہ ان سوالات کا جواب تیار رکھیں ۔۔۔۔ میں نے اتمام حجت تامہ بہت غور سے مطالعہ کیا، ایک دو خاص شدید اعتراضات، جو اتمام حجت تامہ میں نہ تھے مگر میرے ذہن میں پورے ثبوت کے ساتھ تھے، میں نے انہیں تازہ کر لیا۔

علمار کا وفد ۹ بجے شب کانگریسی جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ میرے علاوہ بے شمار علمار اور عوام اہل سنت بھی وفد کے ہمراہ بڑے وقار و تحمل کے ساتھ جا رہے تھے۔ صدرالشریعۃ مولانا امجد علی صاحب اور صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے مجھے اپنے درمیان لے لیا۔ ہم جلسہ گاہ پہنچے، بہت بڑا اجتماع تھا۔

کانگرس والنٹیرس نے ہمیں اسٹیج پر پہنچا دیا۔ مجمع کے درمیان اسٹیج تھا۔ اسٹیج کے درمیان صدر جلسہ ابوالکلام آزاد براجمان تھے ۔۔۔۔ مولانا نثار احمد کانپوری، مفتی کفایت اللہ دیوبندی وغیرہم اسٹیج کی زینت تھے۔ وفد کے ہمراہ بے شمار مسلمان نعت خوانی کرتے ہوئے اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کرتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے مجمع میں پہنچ گئے ۔۔۔۔ اس وقت مولوی احمد سعید دہلوی تقریر کر رہے تھے اور کانگرس کا ساتھ نہ دینے والے علمار پر اشارۃً کنایۃً جملے کس رہے تھے، تقریر ختم ہوئی ۔۔۔۔

علماء وفد آزاد کے قریب تھے ، بیں آزاد کی پشت پر تین چار آدمیوں کے پیچھے تھا ابو الکلام آزاد نے بلند آواز سے کہا :

" آپ لوگوں کا صدر کون ہے ؟ "

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے کچھ فرمایا میں ان کا جواب نہ سمجھ سکا ۔

ابو الکلام آزاد نے سید سلیمان اشرف کو تقریر کرنے کی دعوت دی ۔ سید سلیمان اشرف تقریر کے لیے کھڑے ہو گئے ۔ تقریر کے دوران انہوں نے اپنا موقف نہایت وضاحت سے بیان کیا ، اپنے موقف کی حمایت میں قوی دلائل پیش کیے ، اتمام حجت تامہ کے سوالات کا جواب طلب کیا ، آزاد کے کچھ اخباری بیانات ، کچھ تقریروں اور بعض حرکات پر شدید اعتراضات کیے ۔ اپنی کتاب الرشاد اور ایک اور کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے آزاد سے جواب طلب کیا اور اپنی پوزیشن صاف کرنے کا مطالبہ کیا ——— آزاد کے پاس ان تمام باتوں کا جواب نہ تھا ۔ اصل جواب سے پہلو تہی کرتے ہوئے اس نے اپنی جوابی تقریر میں کہا :

" کچھ مولویوں کا وفد آیا ہے جس کا نہ کوئی اصول ہے اور نہ مقصد ، مجھ پر جو الزامات لگائے جا رہے ہیں سب غلط اور بے بنیاد ہیں ، جن کا کوئی ثبوت نہیں "

آزاد نے اپنی جان چھڑاتے ہوئے کہا اب یہ حضرات جا سکتے ہیں ——— اسی دوران میں بہت پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ غیر اسلامی حرکات جن کا ارتکاب یہ لیڈران کرتے ہیں اور اس کی مصدقہ اطلاعات اخبارات کے ذریعے ملک بھر میں پھیل چکی ہے ، کس طرح انکار کر رہے ہیں ——— میں کھڑا ہو گیا ۔ کفایت اللہ اور ایک اور صاحب نے میرا دامن کھینچا مگر میں بڑھ کر آزاد کے پیچھے جا کھڑا ہوا ۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے مجھ سے کہا کہ " آپ بھی کچھ کہیں گے ؟ " ——— میں نے کہا کہ " آزاد صاحب سے کچھ پوچھنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں " ——— آزاد نے کہا " کہیے ! " ——— اسٹیج کا ہر فرد اور پورا مجمع مجھے دیکھنے لگا ۔ ——— میں نے آزاد سے ذرا بلند آواز سے کہا :

" آنجناب نے ابھی ابھی اپنی جوابی تقریر میں زور دے کر فرمایا کہ مجھ پر تمام الزامات غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں ، میری گزارش یہ ہے کہ

اخبار زمیندار (لاہور) کے فلاں نمبر، فلاں تاریخ میں نہایت نمایاں جلی سرخیوں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "ناگپور میں خلافت کانفرنس کے پنڈال میں، امام الہند ابوالکلام آزاد صاحب نے جمعہ پڑھایا اور خطبہ جمعہ میں مہاتما گاندھی کی صداقت وحقانیت کی شہادت دی — ایک مشرک کی صداقت وحقانیت کی شہادت خطبہ جمعہ میں! — یہ کیسا اسلام ہے؟"

یہ سنتے ہی آزاد کا چہرہ فق ہو گیا — ایک دو منٹ تک مجھے دیکھتا رہا، پھر بولا:

"لعنۃ اللہ علی قائلہ"

میں نے کہا:

"آزاد صاحب! یہ کلمات لعنت اسی اخبار میں بالاعلان شائع کرا دیجئے تو امید کہ توبہ کے قائمقام ہو جائیں۔"

پھر میں نے کہا ایک بات اور عرض کرنا ہے:

"اخبار تاج (جبل پور) فلاں تاریخ، فلاں نمبر میں ہے کہ الہ آباد کے ایک جلسۂ عام میں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے کرسئ صدارت سے اعلان فرمایا کہ مقامات مقدسہ کا فیصلہ اگرچہ ہمارے حسب دلخواہ بھی ہو جائے تب بھی ہم اس وقت تک چین نہ لیں گے، جب تک گنگا اور جمنا کی مقدس سرزمین کو آزاد نہ کرا لیں گے" — بحیثیت مسلمان ہونے کے گنگا جمنا بھی آپ کے نزدیک مقدس ہیں؟ استغفر اللہ"

اس پر آزاد نے کہا:

"میں نے یہ پرچے نہیں دیکھے، لعنۃ اللہ علی قائلہ"

اس پر بھی پھر میں نے یہی کہا:

"لعنت کے یہی الفاظ توبہ کے قائمقام اخبارات میں بالاعلان شائع ہونے چاہئیں۔"

اس کے ساتھ ہی میں نے اتمام حجت تامہ کی جانب توجہ مبذول کراتے ہوئے ابوالکلام آزاد سے کہا:

"یہ ستر سوالات کا ایک مجموعہ ہے جس کے ہر سوال کا مفصل اطمینان بخش جواب آپ کی طرف سے دیا جانا چاہیے۔"

اس کے بعد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب نے ابوالکلام آزاد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"مقامات مقدسہ کی حفاظت اور خلافت اسلامیہ کی خدمت ہر مسلمان پر بقدر وسعت فرض ہے، اس سے کسی کو انکار نہیں۔ آپ کی خلاف شرع حرکات میں سے کچھ کا بیان تو مولانا سید سلیمان اشرف کی تقریر میں آچکا ہے۔ باقی کا ذکر جماعت رضائے مصطفےٰ کی طرف سے شائع شدہ اشتہار بعنوان اتمام حجت تامہ میں ہے، وہ اشتہار آپ کو پہنچ چکا ہے۔ علاوہ ازیں بعض غیر اسلامی حرکات پر حضرت مولانا برہان الحق صاحب نے آپ کا مواخذہ کیا ہے۔ آپ جب تک ان تمام حرکات سے، توبہ نہ شائع کریں گے ہم آپ سے علیحدہ ہیں۔"

آزاد نے وعدہ کیا کہ اجلاس کی روداد میں ان تمام غیر اسلامی حرکات سے توبہ کا اعلان شائع کر دیا جائے گا ——— ہمارا وفد اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر واپس روانہ ہوا، میں بھی پیچھے پیچھے چلا ——— والنٹیروں نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے کر پنڈال کے باہر تک پہنچا دیا، ہم سب واپس چلے ——— راستہ میں وفد کی کامیابی کا تذکرہ کرتے ہوئے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"برہان میاں! آپ کے ابتدائی دو سوالوں نے تو ابوالکلام کو بالکل مبہوت کر دیا۔"

ہم سب مکان پر پہنچے، معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت انتظار فرما رہے ہیں ——— یہاں اعلیٰ حضرت کو پہلے ہی سے کانگرس پنڈال میں ابوالکلام کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی پوری رپورٹ مل گئی تھی ——— پردہ کرا کے اندر ہی وفد کو اعلیٰ حضرت نے بلوایا۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب نے بحضور عرض کیا:-

"حضور! برہان میاں نے بہت جرأت وہمت سے کام لیا، یہ صرف حضور ہی کا فیض ہے۔"

اعلیٰ حضرت نے دعائیں دیں، ہم سب باہر آگئے، مولانا نعیم الدین صاحب اور مولانا سلیمان اشرف صاحب جو باہر سے تشریف لائے تھے، اسٹیشن روانہ ہو گئے۔ ہم لوگوں نے آرام کیا ——— صبح نماز فجر کے بعد ایک صاحب اسٹیشن سے آئے

جو اسٹیشن پر پلیٹ ٹکٹ وغیرہ بیچتے تھے، انہوں نے بتایا: "ڈیڑھ دو دن ریل میں ابوالکلام کو ایک مجمع گھیرے ہوئے تھا، میں بھی کھڑا ہوگیا، ان کی زبان سے یہ الفاظ سنے:

"بعض باتیں حقیقت ہیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اب ہمیں آزادی کا جو مسئلہ حل کرنا ہے اس کے آگے اب تمام باتیں فی الحال زیادہ توجہ کے قابل نہیں ہیں مگر احتیاط بہرحال ضروری ہے۔" [1]

میں دو ہفتے بریلی رہا، پھر واپس چلا آیا۔

---

[1] یہ واقعہ ۱۴ رجب ۱۳۳۹ھ کو پیش آیا، تمام تفصیلات "روداد مناظرہ" کے نام سے جماعت رضائے مصطفےٰ (بریلی) نے نادری پریس، بریلی سے چھپوا کر اس زمانے میں شائع کردی تھیں؛ حال ہی میں محمد جلال الدین قادری نے "ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست" کے عنوان سے مفصل و مبسوط مقدمے کے ساتھ یہ تفصیلات مرتب کی ہیں جو لاہور سے مکتبہ رضویہ نے ۱۹۸۰ء میں شائع کردی ہیں۔

مسعود

۷

حی عن بنیہ فکیف یموت انما المیت ھالک الاوھام

امام احمد رضا

۷

جس زمانے میں میری بچی ز کیہ طلعت اور میرے بچے محمد لمعان الحق کا انتقال ہوا، اعلیٰ حضرت علالت اور گرمی کی وجہ سے بھوالی میں تشریف رکھتے تھے، صفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء میں بچوں کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت نے خادم اور والدۂ زکیہ مرحومہ کے نام تعزیت نامہ ارسال فرمایا جس میں غمخواری اور دلداری کا حق ادا کر دیا، درحقیقت تعزیت نامہ بستر علالت سے تحریر فرمایا تھا بلکہ اپنے صاحبزادے مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب سے لکھوایا تھا کیونکہ علالت و نقاہت کی وجہ سے اعلیٰ حضرت خود نہ لکھ سکتے تھے لیکن اعلیٰ حضرت کی یہ کیفیت ہمارے علم میں نہ تھی، اعلیٰ حضرت نے اس لئے تحریر نہ فرمائی کہ ہم لوگ پریشان ہوں گے لیکن بچوں کے انتقال کے بعد تعزیت نامہ کے فوراً ہی بعد اعلیٰ حضرت نے اپنی ساری کیفیت تحریر فرما دی۔ اس میں ایک یہ حکمت بھی تھی کہ ہم تعلق و محبت کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی فکر میں اپنا غم بھول جائیں گویا اپنی علالت کی خبر دے کر بھی ایک طرح تعزیت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت نے دوسرا والا نامہ ۸ ر اور ۹ ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب سے لکھوایا، یہ اعلیٰ حضرت کا آخری خط ہے اور قابل مطالعہ ہے، اس لئے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت بابرکت مولانا حمید الاسلام دامہ السلام بالخیر والسلام دحضر الاسلام آمین !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :۔

ایک وقت میں تین واقعے ایسے نہیں کہ انسان کے پائے ثبات میں کچھ تزلزل نہ آنے پائے مگر جناب بفضلہ تعالیٰ علمائے عاملین وجبالِ وقار و تمکین سے ہیں، خط التعزیت کا فقیر نے نورِ عینی مولوی برہان میاں سلمہ، کو لکھا، اگرچہ جناب کو حاجت نہیں مگر ایک نظر ملاحظہ فرما لیجئے۔ ان دونوں صاحبوں کو سنا کر تفہیم کامل، تلقین وصبر فرما دیجئے۔ ضرور ضرور ضروری تھا کہ فقیر اس وقت تعزیۃً حاضر ہوتا مگر اپنی حالت کی تفصیل کہ اس وقت تک بخیالِ فکر و ملالِ جناب گزارش نہ کی تھی، عرض کرنی یوں بھی مناسب ہوئی کہ بفضلہٖ تعالیٰ جو عظیم تعلق جناب اور نورِ عین برہان میاں اور اس سارے مبارک گھر کو میرے ساتھ ہے اس کی نظر کم ہے، اس طرف فکر کی مشغولی ادھر کے غم سے شاغل ہوگی اور اس محتاج دعا کے لئے خالص قلب سے دعا فرمائیں گے وہ انشاء اللہ تعالیٰ میری نجات وشفاء کی کافل ہوگی۔

بھوالی میں ۱۹ ذی الحجہ سے چار روز مجھے شدید بخار آیا، پانچویں دن درد پہلو میں پیدا ہوا پھر وہ درد جگر سے متبدل ہوا، ۷ محرم کا دن اور آٹھویں شب جیسی گزری الحمد للہ رب العٰلمین، الحمد للہ علیٰ کل حال واعوذ باللہ من حال اھل النار ـــــــ

وہاں نہ کوئی طبیب، نہ کچھ دوا، اوپر کی سانس کے ساتھ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جگر کی ایک طرف بانس کے برابر موٹی ریخ کسی انگل بند ہوئی اور دوسری طرف سے دوسری اور دونوں میں کنکیا کی طرح سے پیچ ہوئے پھر

وہیں بیٹھ گئیں، اس کے ساتھ بار بار یہ ریاح قلب کی طرف متوجہ ہوتے معلوم ہوتے تھے، اس وقت اندیشہ زیادہ ہوا، حدیث میں دعا ارشاد فرمائی ہے میں نے قلب پر ہاتھ رکھ کر پڑھی ——— ان پر بیشمار درودیں ہوں، فوراً بڑی بڑی ڈکاریں آنی شروع ہوئیں اور یہاں تک آئیں کہ بفضلہٖ تعالیٰ وہ ریاح قلب پر سے صاف ہو گئے، یہ رات کے ۱۲ بجے کا واقعہ ہے۔

اب جگر نے کہا مجھے کیوں محروم رکھا جائے! ———
میں نے اس پر ہاتھ رکھ کر وہی دعا پڑھی، بے کسی دوا کے ایک اجابت ہوئی اور درد میں باذنہٖ تعالیٰ خفت، تین بجے کے قریب پھر جگر پر احتباسِ ریاح اور اشتدادِ درد ہوا، میں نے پھر دعا پڑھی فوراً دوسری اجابت ہوئی اور درد میں بفضلہٖ تعالیٰ خفت ہوئی، چار بجے پھر ایسا ہی ہوا، میں نے پھر دعا پڑھی، فوراً اجابت ہوئی اور بحمدہٖ تعالیٰ درد بالکل جاتا رہا ——— یہ ان کا فضل ہے، یہ ان کا کرم ہے، افضل صلوات اللہ واکمل تسلیماتہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ الی ابد الآبدین فی کل آن وحین بعدد کل ذرۃ الف الف مرۃ آمین، والحمد للہ رب العٰلمین۔

اور ایک عجیب واقعہ استماع فرمائیے جسے میں نے طبیبوں کے سامنے ذکر کیا اور پوچھا کہ تمہاری طب میں اس کی کوئی وجہ ہے یا طبعیات میں کچھ پتا ہے؟ وہی جواب ملا، حاشا! بلکہ یہ رحمتِ خاصہ خدا ہے، اس مرض کے ساتھ ہی بشدت کھانسی وزکام اور بلغم میں لزوجت ایسی کہ دس دس جھٹکوں کے بعد بہ دشواری جدا ہوتا، کھانسی اس قدر شدت کی اتنے جھٹکے ہوتے اور جگر و پہلو میں درد، ان کو ان جھٹکوں کی اصلاً خبر ہوتی

——— ایک صاحب کے پاؤں میں زخم ہے، کھانسی آتی ہے وہاں درد ہوتا ہے اور یہاں برابر کے اعضا میں درد اور ان کو ان جھٹکوں کی اصلا اطلاع نہیں فالحمد للہ الکریم حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب و یرضیٰ۔

غرض یہ وہ مرض تھا کہ بائیس دن میں بازو کا گوشت صحیح پیمائش سے سوا انچ کھل گیا، رانوں کا ابتدائی حصا تنا رہ گیا جتنے بائیس دن پہلے بازو تھے ——— شدتِ قبض و ہیجانِ ریاح کا سلسلہ اب تک ہے۔

چودہ محرم کو پہاڑ سے واپس آیا، لاری والے میرے احباب تھے مولیٰ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے لاری میں میرے لئے پلنگ بچھا کر لائے اور بفضلہٖ تعالیٰ بہت آرام سے آیا ہوا، یہاں جب تک آیا ہوں اتنی قوت باقی نہ تھی کہ عشاء سے ظہر تک کی نمازوں کو چلا آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لے گئے، عصر بھی مسجد میں ادا کی پھر بخار آ گیا اور اب مسجد تک جانے کی طاقت نہ رہی، پندرہ روز سے اسہال شروع ہوئے، اس نے بالکل گرا دیا، نماز کی چوکی پلنگ کے برابر لگی ہے اس پہ سے اس پر بیٹھے بیٹھے جانا تین تین بار ہمت سے ہوتا ہے، الحمد للہ کہ اب تک فرض و وتر اور صبح کی سنتیں بذریعہ عصا کھڑے ہی ہو کر پڑھتا ہوں مگر جو دشواری ہوتی ہے، دل جانتا ہے ——— آٹھویں دن جمعہ کی حاضری تو ضرور ہے، مکان سے مسجد تک کرسی پر جانے میں وہ تعب ہوتا ہے کہ بیٹھ کر سنتیں بھی بدقتِ تمام پڑھی جاتی ہیں اور اس تکان سے عشاء تک بدن چور رہتا ہے، نبض کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک منٹ میں چار چار بار رک جاتی ہے، دو دو ترح کی قدر رکی رہتی ہے پھر باذنہٖ تعالیٰ چلنے لگتی ہے لہذا بادلِ ناخواستہ حاضری سے معذور رہوں۔

میں نے حامد رضا خاں، مصطفیٰ رضا خاں سے کہا تھا کہ میں نہیں جا سکتا، تم دونوں میں سے کوئی خدمتِ حضرت مولانا میں حاضر ہو مگر وہ

اس سخت مخدوش حالت میں مجھے چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتے ——

یہ سب حالات میں نے شکرِ نعمتِ الٰہی و طلبِ دعا کے لئے لکھے ہیں، میں قسم دیتا ہوں کہ جناب یا نورِ عینی برہان میاں حالتِ موجودہ میں عیادت کے لئے ہرگز تکلیف نہ فرمائیں، وہیں سے دعا ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے، اور اگر وقت آگیا ہے تو میں ان سے کہدونگا کہ جب پاس سمجھو فوراً حضرتِ مولانا کو تار دیدو کہ نماز میں شرکت جناب فقیر کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ باعثِ رحمت و برکت ہوگی، سب احباب کو سلام اور طلبِ دعا۔ والسلام مع الاکرام

۸ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ

مخلصانِ کرام حکیم صاحب و برادرانِ حکیم صاحب و دادا بھائی و عبد الکریم بھائی و قاسم بھائی وامثالہم سے بالخصوص بعد سلام طلب دعا ہے۔ یہ دو خط صبح سے رات کے گیارہ بجے تک متفرق اوقات میں لکھوا پایا۔ والسلام مع الاکرام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۹ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ

بقلم مصطفیٰ رضا خاں

نوٹ:۔ شخصیت کے نہ نظر آنے والے سرچشمے اس کے خطوط سے معلوم ہوتے ہیں۔ خط، بات چیت کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس میں انسان خود کو نہیں چھپاتا۔ برخلاف تقریر اور تصنیف و تالیف کے کہ اس میں مقرر یا مولف و مصنف کا چھپنا بہت آسان ہے، اس لیے شخصیت کی جانچ پڑتال کرتے وقت اس کی خلوتوں کا حال ضرور معلوم ہونا چاہیے۔ بسا اوقات جلوت و خلوت میں اتنا تضاد ہوتا ہے کہ انسان دیکھ کر حیران و ششدر رہ جاتا ہے مگر امام احمد رضا کے خطوط کے مطالعے سے ان کی سیرت اور تابناک نظر آتی ہے، یہ اس بات کی علامت اور شہادت ہے کہ ان کی سیرت سچی اور ان کے احوال و اقوال پاکیزہ تھے، مثلاً یہی خط لیجئے جو اس وقت پیش کیا گیا ہے۔

یہ خط امام احمد رضا نے متفرق اوقات میں انتقال سے ... ہفتے قبل ۸ اور ۹ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ / سنہ ۱۹۲۱ء کو اپنے صاحبزادے مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب سے لکھوایا۔ اس خط سے امام احمد رضا کی ... (تقریر صغری آمدہ)

اعلیٰ حضرت نے ۱۳ صفر ۱۳۴۰ھ کو مندرجہ بالا خط ارسال فرمایا اور ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء کو اعلیٰ حضرت کا وصال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اعلیٰ حضرت کے وصال کا تار جب جبل پور پہنچا، اس وقت انتہائی سخت بخار میں بالکل غافل تھا، مجھے رات قدرے ہوش آیا تو دیکھا کہ والد ماجد کے پاس شہر کے لوگ بہت آ جا رہے ہیں، میں حیرت میں تھا، مجھے اعلیٰ حضرت کے وصال کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی، صرف چچا عبدالشکور صاحب نے اتنا دریافت فرمایا تھا "برہان! کیسی طبیعت ہے؟" میں نے الحمد للہ کہا ——— پھر چچا نے فرمایا: "برہان! اعلیٰ حضرت کی کیا عمر ہو گی؟ ——— میں نے

سیرت کے مندرجہ ذیل پہلو نظر آتے ہیں:-

۱- اپنی تکالیف کو صبر و شکر کے ساتھ بیان کرنا اور شکایت کا ایک لفظ زبان سے نہ نکالنا۔

۲- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ دعا اُن پر اس قدر رزق و ایمان کی دعا کو ورد بنا لینا۔

۳- عین بیماری و مصیبت میں حمد و شکر کرنا۔

۴- شدید ضعف و نقاہت کے عالم میں نماز باجماعت اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا۔

۵- دوستوں کا اس حد تک پاس و لحاظ کہ ان کو اپنی عیادت کے لئے تکلیف دینا گوارا نہ کرنا۔

۶- مرنے کے لئے اطمینان و سکون کے ساتھ تیاری، نہ کوئی پریشانی اور نہ کوئی گھبراہٹ۔

بےشک قرآن کریم میں انہی حضرات کے لئے ارشاد ہوا ہے:-

(ا) یایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ؕ

فادخلی فی عبادی ۝ وادخلی جنتی ؕ

(سورۃ الفجر، ۲۷-۳۰)

(ترجمہ) "اے نفسِ مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ آ، پس میرے بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں چلا جا"

(ب) رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (سورۃ البینۃ، ۸)

(ترجمہ) "خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی"

مسعود

کہا، مجھے صحیح طور سے یاد نہیں مگر ستر کے اندر اندر ہے" ——— پھر میں نے چچا سے پوچھا، آپ نے یہ کیوں دریافت فرمایا؟" ——— اس پر چچا نے کہا" نہیں ایسے ہی ذکر نکلا تھا تو ہم نے پوچھ لیا۔"

صبح سنیچر کو مسجد میں فاتحہ کا انتظام تھا، جب مجھے وصال کی اطلاع ملی، شدتِ غم سے مجھ پر غفلت طاری ہو گئی، کچھ دیر کے بعد مجھے ہوش آیا، میں فاتحہ میں شریک ہوا اور وہاں حضرت کا تعزیت نامہ اور علالت کا والا نامہ پڑھ کر میں نے سنایا، ہر شخص کے آنسو جاری تھے اور میں شدتِ گریہ کے سبب بہت ہی سنبھل سنبھل کر والا ناموں کے کلماتِ طیبات کو پڑھ سکا۔

اعلیٰ حضرت کی شفقت و عنایت خادم کے حال پر تھی ہی، لیکن آج بھی اعلیٰ حضرت کے نورِ نظر حضرت مفتیِ اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب، متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ و فیوضہ و برکاتہ کی نظرِ کرم و عنایت فقیر پر اور فقیر کے خاندان پر ویسی ہی ہے جیسی اعلیٰ حضرت کی تھی، ہر سال عرس قدس عید الاسلامی میں جبل پور کرم فرمائی فرماتے اور ہفتوں بلکہ کبھی کبھی مہینوں سے بھی زیادہ قیام فرماتے ہیں، آج چار سال سے ضعفِ شدید اور گوناگوں امراض کے سبب عرس میں تشریف نہ لاسکے مگر فقیر پر اکرامات و انعامات حسبِ سابق ہیں، بارک اللہ لنا۔

فقیر نے تعمیر پاکستان میں جو نمایاں حصہ لیا اور مسٹر جناح کے مشن کو تقویت دینے کے لئے صوبہ پنجاب، صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کا پورا دورہ کیا اور اس سلسلے میں جو فقیر کی تقریریں ہیں وہ ایک علیحدہ موضوع ہے جو بعونہٖ تعالیٰ قلم بند ہے مگر فقیر اپنی شہرت کا نہ کبھی طالب ہوا، نہ اس کی اشاعت ضروری سمجھی، مسٹر جناح کے ایک شکریہ کا خط بھی محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ میری کوششوں کو قبول فرمائے اور پاکستان کو ہر قسم کے شر و فساد و پریشانی سے محفوظ رکھے آمین، واللہ الموفق۔

"اکراماتِ مجددِ زماں برِ بنۂ بر ہاں" کے مختصر واقعات ختم ہوئے نوّرالله تعالیٰ قلوبنا وعیوننا و اذھاننا واجرامنا بفیض مجدد الدین والملۃ و امام اھل السنۃ وشیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت مولانا محمد احمد رضا خان رضی الله تعالیٰ عنہ بفضلہ العظیم ولطف نبیہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

الفقیر محمد عبد الباقی

کتبہ برھان الحق القادری الرضوی

السلامی الجبلفوری غفرلہ

مُہر ربیع

۸

اے تو کہ از نام تو می بارد عشق
از نامہ و پیغام تو می بارد عشق
عاشق شود آنکہ بکویت گزرد
آرے از در و بام تو می بارد عشق

فہرس

مکتوب نمبر ۹ بنام قاری بشیر الدین جبلپوری،
—— محررہ ۴ر صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

" ۱۰ بنام مولانا مفتی محمد برہان الحق جبلپوری،
—— محررہ ۱۰ر ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء

" ۱۱ بنام مولانا مفتی محمد برہان الحق جبلپوری،
—— محررہ یکم شعبان ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

" ۱۲ بنام مولانا مفتی محمد برہان الحق جبلپوری،
—— محررہ ۲۵ر شعبان ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

۱

۸۶ء

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم المبجل المفخم ذی المجد والکرم والفضل الاتم احسن الشیم حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔

"فیصلہ حق نما" حاضر کر چکا ہوں، مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے دوسرے فتویٰ پر ساڑھے تین سو اور کامل کا ۱۴ صفحہ پر ایک خط، جس میں ان اعتراضات کا فیصلہ ان کے انصاف پر رکھا ہے، پرسوں جمعہ کو مولوی حامد رضا خاں سلمہ نے رجسٹری رسید طلب بھیجا ہے اور کل شنبہ کو فقیر نے نہایت دوستانہ طرز پر مناظرہ کی دعوت کا خط رجسٹری جوابی ارسال کیا ہے۔

۹ رجب روز پنجشنبہ سے ۱۴ رجب روز سہ شنبہ تک مارہرہ مطہرہ میں حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کا عرس شریف ہے، صاحب سجادہ حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسین میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی بے حد خوشی ہے کہ جناب قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائیں زبانی بھی فرمایا تھا اور پھر تحریراً کئی تقاضے آئے لہٰذا استدعا ہے کہ تا حدِ امکان ضرور ضرور یہ استدعا منظور فرمائی جائے۔

بخدمت والدہ ماجدہ تسلیم و برہان میاں و زاہد میاں سلام و دعاء۔

برکات علم و عمل۔

فقیر احمد رضا خاں قادری غفرلہٗ

۲۷ جمادی الآخرہ ۳۲ھ

۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ گرامی جناب مولانا المبجل المکرم المعظم المفخم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ ذی الفضائل القدسیہ والفواضل الانسیہ قامع الرذائل الانسیہ جناب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

آپ پر جو سوانح گزرے حصہ اکابر میں ہوتا ہے اشد بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل اور پہلے سے اس کی اطلاع کردیگی تھی کہ بغتۃً نہ ہو ولنبلونکم بشیئ من الخوف الی قولہ تعالی واولٰئک ھم المھتدون۔

جناب سے گزارشِ "حکمت لقمان آموختن" ہے ——————

ان للہ ما اخذ و ما اعطی کل شیئ عندہ باجل مسمی —————— مولی عزوجل اجر .... دارین میں کرامت فرمائے اور جانے والوں کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ بخشے۔

میں اپنی حالت کیا عرض کروں اس پر قیاس فرمالیجئے کہ ایسے سوانح پر ایک پرچہ تعزیت لکھنے میں یہ تاخیر کثیر! —————— مولی عزوجل جانتا ہے کہ کتنے ارادے کئے مگر ما شاء اللہ کان! ——————

سوا اس کے فقیر کے پاس کوئی عذر نہیں کہ کرم سامی سے عفو تقصیر چاہے —————— جمعہ کو جسے آج بارہ دن .... خاص طور پر تیار کئے تھے، آج تک حاضر نہ کئے، یہ محض عطیہ و موہبت سنیہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں —————— ایک نقش مولانا مولوی برہان میاں سلمہ

سکے لئے ہے، والسلام مع الاکرام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۴ جمادی الآخرہ ۱۳۳۰ھ

یہ تین نقشِ جلیل ہیں، ان کے مختلف شرائط تھے اور بقدرتِ الٰہی اس جمعہ کو سب جمع ہو گئے اور ان سے اور زیادہ تھے، قمر سعد الاخبیہ میں، زہرہ و قمر کا قران، زہرہ شرف میں، مشتری بیت میں، زہرہ و مشتری کا قران، آفتاب خاص درجہ شرف میں، دن خاص جمعہ مبارک کا ———— ان کے فوائد برکاتِ عظیمہ، مخلوق و خالق، سب کے نزدیک عظیم وجاہت، بعونہ تعالیٰ عمر بھر ضیق سے نجات، ہیبت و وسعتِ رزق، محبتِ الٰہی، حیاتِ طیبہ، قلوبِ خلائق میں محبت ———— ان میں سے دو نقشوں میں مکتوب لہ کے نام کے اعداد بھی داخل کئے جاتے ہیں، وقت بہت قلیل تھا، صرف پندرہ نام اس کے لئے تجویز کئے، ان میں ایک نام آپ کا تھا، نقوش حاضر ہیں، مولیٰ تعالیٰ مبارک فرمائے، ہر پنجشنبہ یا جمعہ کو انہیں لوبان کی دھونی دیا کریں اور اس وقت دام یا ڈیڑھ آنہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دے کر مسلمان محتاج کو دے دیا کریں ———— ان عظیم نقشوں کی قدر کی جائے کہ ایسی ساعات کا پھر اجتماع بہت بعید ہے اور ہندوستان بھر میں پندرہ نام اس کے لئے مخصوص کئے گئے جن میں ایک آپ ہیں۔

والسلام

۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ حضرت جامع الفواضل القدسیہ والفضائل الانسیہ حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ مولانا مولوی حافظ محمد عبدالسلام دامت فضائلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :-

صحتِ مزاجِ والا سے مطلع فرمائیں، فقیر بے توقیر سوا دعا کے کیا کرسکتا ہے؟ ——— مولیٰ عزوجل آپ کے وجودِ مسعود کو اسلام اور سنیت کے حق میں محمود و ماجود رکھے، آمین۔ فقیر اپنے لئے بھی طالبِ دعا ہے۔

دو اشتہار حاضر ہیں، اپنی خیریت اور ان کی رسید سے اور پرچہ درود کی اشاعت سے مطلع فرمائیں۔

عزیزی مولوی برہان الحق صاحب بعد سلام مضمون واحد، سب احباب اہلِ سنت کو سلام سنۃ الاسلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ

۲۳ رجب ۳۳ھ

۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

بشرفِ ملاحظہ مولانا المبجل المکرم ذی المجد والفضل والکرم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ جامع الفضائل القدسیہ قامع الرذائل الانسیہ عضدی و انسی و بہجۃ نفسی جناب مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب ادام اللہ تعالےٰ برکاتہم واعلیٰ فی الدارین درجاتہم آمین !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :-

مولیٰ عزوجل بمنہ وکرمہ و جاہ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب کو دائماً ابداً ظلِ ظلیل اسمِ کریم سلام میں آفاتِ دوجہاں و امراض سقام و شرِ اعدائے لیام سے امن و امان میں رکھے آمین ، ع

ویرحم اللہ عبدا قال امینا

مولانا بحمداللہ تعالیٰ آپ کی حیاتِ گرامی سے ان تمام انظار میں حیاتِ دین والبتہ ہے فاحیاکم وحیاکم ولا یفنی فحیاکم، امین۔

یہ فقیر حقیر باوصف کثرتِ معاصی، ہر آن غیر محدود و نامتناہی نعمِ رب اکرم عزجلالہ وسیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے والحمد للہ رب العلمین

———— ڈھائی سال سے اگرچہ امراضِ دردِ کمر و شانہ و سر وغیرہا امراض کا لازم ہو گئے ہیں ———— قیام وقعود، رکوع وسجود بذریعہ عصا ہے، مگر الحمد للہ کہ دینِ حق پر استقامت عطا فرمائی ہے، کثرتِ اعدار روز افزوں ہے، اور حفظِ الٰہی تفضیل نامتناہی شاملِ حال، والحمد للہ رب العالمین ! ————

بایں ضعفِ بدن وقوتِ محن وکثرتِ فتن بحمداللہ تعالیٰ اپنے کاموں سے معطل نہیں ———— کھانے اور سونے کی فرصت نہیں ملتی

اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا ہی بری معین و مددگار عنقا ہے اور ان کے سوا کسی کی حاجت بھی کیا ہے؟ ——— الحمد للہ! جناب کی محبت خالصاً لوجہ اللہ صمیم قلب میں راسخ ہے، کبھی نیاز نامہ نہ لکھوں بلکہ بوجہ کثرتِ کار وافکار صحائف شریفہ یا عنایت نامہائے عزیز بجان مولوی برہان الحق سلمہ الرحمٰن کا جواب بھی نہ دوں مگر بحمد اللہ دل ہمیشہ یاد میں ہے اور زبان دعا میں۔

مولانا برہان الحق کا رسالہ دربارۂ تقبیلِ قبر مدت سے آیا ہوا ہے، ماشاء اللہ بہت اچھا لکھا ہے، یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور فقیر کا مختار دربارۂ مزاراتِ طیبہ بلحاظ ادب منعِ عوام ہے۔

غزل جس کی ردیف "پھولوں کی" ہے، اکبر میرٹھی نے یہاں آکر اپنے تخلص سے پڑھی اور شائع کی، مولانا برہان الحق صاحب کو اب اس سے دستبرداری چاہیے ——— اس کے ایک مطلع میں یہاں اصلاح بھی دی گئی ——— "جب باغ جہاں کے مالی" ——— "مالی" کی جگہ "مالک" بنایا گیا کہ مولیٰ جل وعلا کو "مالی" کہنا خلافِ ادب ہے، مالی صرف ناظر و خادم باغ ہی ہوتا ہے۔ والسلام مع الاکرام۔

مولانا برہان الحق صاحب کو سلام ودعا، سب احباب کو سلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ

۴ ربیع الآخر شریف ۳۴ھ

مولانا مولوی سید سخاوت حسین صاحب بسوانی مرحوم ومغفور یہاں کے ایک مستقل مستقیم سنی عالم تھے، زمانۂ حضرتِ والدِ ماجد قدس سرہٗ میں میرے یہاں کے مدرسِ اول بھی رہے تھے، وہابیہ سے سخت نفور رہتے ——— فرمایا کرتے تھے، "وہابی اگر سامنے سے گزر جاتا ہے، دل پر تاریکی آجاتی ہے"۔

——— یہ غلام قطب الدین صاحب ان کے صاحبزادے ہیں، جب کبھی

یہاں تشریف لائے، فقیر کے ساتھ بہت خلوص سے پیش آئے ——— سر پر بال بہت لمبے مثل نسار تھے، فقیر نے عرض کی کہ "یہ حرام ہے" اسی جلسہ میں کتروا دیئے ——— ان کا "برہمچاری" لقب ابتنہ مبتدعانہ اور سخت معیوب ہے، فقیر کو خبر بھی نہیں کہ ان کا جلسہ کب اور کہاں ہوا کرتا ہے، میں کبھی حاضر نہ ہوا ——— بعض تحریرات میں اب ان کے کلمات حدِ شرع سے بہت متجاوز دیکھے، اگر وہ ملے تو ان سے انشاء اللہ تعالیٰ کہا جائیگا مگر یہ کلمات کفریہ کبھی ان کی نسبت سننے میں نہ آئے، نقل میں بھی بہت تفاوت ہو جاتا ہے، راوی کی تنقیح فرمایئے، اگر ثقہ معتمد ہے تو حکم شرعی میں کسی کی تخصیص نہیں جو اسلام و کفر کو یکساں، مسلم و کافر کو برابر کہے، ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا ——— اور اگر بیانِ راوی میں کمی بیشی پائیے تو حکم بے ثبوتِ روشن ناممکن ہے ——— پھر بھی آزاد منش حضرات سے احتراز لازم۔

دوسرے بزرگ مدتوں وہابی رہے، ان کے حقیقی بھائی نے ان کے بدمذہب محض ہونے کی شہادت دی، اب تھوڑے عرصہ سے وہ اپنے کو فقیر کا ہم مذہب ظاہر کرتے ہیں، جلسہ مدرسہ سے قبل انکا ایک خط مشتمل عقائدِ اہلِ سنت آیا تھا کہ یہ میرے عقیدے ہیں اور اس جلسہ میں آنے کی اجازت چاہی تھی ——— یہاں سے لکھا گیا کہ اگر آپ کے یہی عقائد ہیں، تشریف لایئے، مگر آئے نہیں ——— وہ سخت مشکوک و مشتبہ حالت میں ہیں۔

دو کتابیں حاضر کرتا ہوں، مخالفین عاجز آکر واہیہ کی روش چلا چاہتے ہیں، نصاریٰ کے یہاں نالش، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، دعا فرمائیں کہ مولیٰ عزوجل ان کو اس ارادۂ ملعونہ اور دیگر ارادات فاسدہ ایذا رسانی، آبروریزی سے جن پر ان کے یہاں جلسہ ہو کر اجماع ہو گیا ہے باز رکھے آمین۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام صاحب دامت معالیہ ولور کت ایام سرد لیالیہ آمین، بملاحظہ عالیہ کامل النصاب جناب مستطاب حامی السنن ماحی الفتن زین الزمن عبدالاسلام عبدالسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

مولیٰ عزوجل جناب نور عینی مولوی برہان میاں سلمہٗ وسائر احباب کو شر اشرار سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، استودع اللہ تعالیٰ دینکم وعندکم وعافیتکم واولادکم وامور الکم ومالکم۔

برادر دینی حاجی عبدالرزاق صاحب پر اس سانحہ کے ورود سے صدمہ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون ——— عسٰی ربنا ان یبدلنا خیرا منہا انا الی ربنا راغبون ——— ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم، مولیٰ عزوجل بندرکرم وجاہ حبیب وقاسم نعمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو جلد ناجی وکامیاب فرمائے اور مخالفین کو مخذول و مقہور کرے۔ آمین۔

حاجی صاحب کا کٹنی سے خط آیا ہے کہ "ضمانت پر رہا ہوا ہوں، انشاء اللہ العزیز کل اپیل کی درخواست کروں گا، حضرت مولانا عبدالسلام صاحب قبلہ نے بہت بڑی سعی فرمائی جو حضرت مولانا کا حق تھا، امید قوی ہے بہت جلد کامیاب ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح جبل پور جاؤں گا" ———

انتہی بلفظہ ———

عجب ہے کشتی میں کوئی مسلمان ایسا نہ تھا کہ فوراً فوراً وہیں ضمانت کرالیتا
انا للہ وانا الیہ راجعون ——— حاجی صاحب جبل پور رہوں گے، یہ
نیاز نامہ حضرت کے اور ان آپکے دونوں کے نام ہے ——— حاجی
صاحب لاحول شریف کی کثرت بے تعداد رکھیں اور ہر بار کچہری کو جاتے
وقت حضرت عز جلالہ کی طرف متوجہ ہوکر حسبنا اللہ ونعم
الوکیل کہیں اور نا ختم وقت بے گنتی اس کی کثرت رکھیں، نیز وقتاً فوقتاً
یہ دعا سے جلیل کہ ارشادِ حدیث ہے، پڑھیں :-

لا الٰہ الا اللہ العظیم الحلیم، لا الٰہ الا اللہ رب
العظیم، لا الٰہ الا اللہ رب السمٰوات السبع ورب
الارضین ورب العرش الکریم اصرف عنی شر
فلان فلان ——— فلاں فلاں کی جگہ حاکم اپیل کا نام لیں۔

——— صلوٰۃ الصلوات جامع البرکات ———

وقت غیر کراہت میں دو رکعت نفل، ہر رکعت میں قبل قراءت (یعنی
پہلی میں بعد ثنا، قبل تعوذ اور دوسری میں قبل تسمیہ) یہ درود شریف ۱۵ بار
اور بعد قراءت، بعد رکوع، قومہ، سجدہ، قعدہ، سجدۂ ثانیہ ———
ہر ایک میں دس بار پڑھیں :-

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد عبدك وحبیبك
ورسولك النبی الامی وعلیٰ اٰلہ۔

اس کے لئے اولیٰ وقت اشراق ہے، جس مہم کے لئے تین جمعہ
پڑھی جائے، باذنہٖ تعالیٰ ادا ہو ——— یہ مقدمہ مسجد و مقدمۂ
حاجی صاحب دونوں کے لئے پڑھی جائے۔

حاجی صاحب کے لئے .... کا مجرب عمل بھیجتا ہوں
ممکن ہو تو وہ خود پڑھیں، ورنہ ان کا دوست ——— آج سے میں بھی

انشاء اللہ العزیز حاجی صاحب کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شروع کردوں گا۔

دفعِ طاعون کے لئے اذانوں کا التزام ہے، ہر مکان میں بعد مغرب ۷ بار بآوازِ بلند اور ہر شخص آیۃ الکرسی ایک بار اور معوذاتِ ثلاثہ ۳-۳ بار، صبح قبل طلوعِ شمس، شام قبل غروب اور سوتے وقت پڑھے اور جو نہ پڑھ سکتے ہوں، ان پہ دم کریں ——— سورۂ تغابن شریف روزانہ تین بار پانی پر پڑھ کر پئیں اور سب کو پلائیں ——— اس تعویذ کی نقلیں پاک سفید پرانے دُھلے کپڑے میں سب کے بازوئے راست پر باندھیں:۔

ھ ھ ھ ھ ۷ ✱ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ھ و ص ک

جو کسی طاعون زدہ یا کسی بلا کے مبتلا کو دیکھ کر یہ دعا ایکبار پڑھے گا ہمیشہ اس سے محفوظ رہے گا:۔

الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علیٰ کثیر ممن خلق تفضیلا۔

عزیزہ سلمیٰ کی وداع بھی نکاح کے ساتھ ہے یا کب؟ ———

ببرکتِ دعائے سامی بخار تو اس ماہِ مبارک میں نہ آیا، مگر ۲۵ دن کے دورے نقیا اتنا کر گئے کہ بات بمشکل ہوتی ہے ——— یہ ایک ورق کئی گھنٹوں میں بمشکل لکھا ہے۔ سب احباب کو سلام، بچوں کو دعا۔

فقیر قادری غفرلہٗ

۱۳ ربیع الاول شریف ۳۹ھ

۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم المبجل المفخم ذی المجد الاتم والکرم الاعم وحسن الشیم والعلم و العلم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ سعید الاسلام مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب ادام اللہ تعالےٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ واوصلہ من کل شرف عوالیہ وحفظ اولادہ واحبابہ وموالیہ، آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

دعائے جناب واحباب سے غافل نہیں، اگرچہ منہ دعا کے قابل نہیں، اپنے عفو وعافیت کے لئے طالب دعا ہوں کہ سخت محتاج دعائے صلحا ہوں —— اجل نزدیک اور عمل رکیک، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

چار دن کم پانچ مہینے ہوئے، آنکھ دکھنے آئی اور اس پر اطوارِ مختلفہ وارد ہوئے، ضعف قائم ہوگیا، سیاہ خیالات نظر آتے ہیں، آنکھیں ہر وقت نم رہتی ہیں —— اول تو مہینوں کچھ لکھ پڑھ ہی نہ سکا، اب یہ ہے کہ چند منٹ نگاہ نیچی کئے سے آنکھ بھاری پڑجاتی ہے، کمزوری بڑھ جاتی ہے —— پانچ مہینے سے مسائل ورسائل سب زبانی بتا کر لکھے جاتے ہیں —— بارہویں ربیع الاول کی شام سے ایک ایسا مرض لاحق ہوا کہ عمر بھر میں نہ ہوا تھا، نہ اللہ تعالیٰ کسی سُنی کو اس میں مبتلا کرے —— پچھتر گھنٹے کامل اجابت نہ ہوئی، پیشاب بھی بند ہوگیا، مولیٰ تعالیٰ نے فضل فرمایا مگر ضعف بدرجۂ غایت ہے، نواں روز ہے، بخار کا دورہ ہوا، ضعف کو اور قوت بخشی، روز تجربہ کیا، مسجد تک جانے آنے

کے تعب سے فوراً بخار آجاتا ہے ——— مجبوراً اندکئی روز سے یہ ہے کہ کرسی پر بٹھا کر چار آدمی لے جاتے اور لاتے ہیں ——— ظہر کو جاتا اور مغرب پڑھ کر آتا ہوں، طالبِ دعا ہوں۔

معجون دماغ افروز، سرکارِ ابد قرار مارہرہ مطہرہ کے مجربات سے ہے، زمانۂ حضرت سیدنا شاہ آل محمد و سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بار ہا تیار ہوتی اور تقسیم فرمائی جاتی، میرے لئے بنی ہے، باذنہٖ تعالیٰ مقوی ارواح، نا شفِ رطوبتِ دماغ ہے، چالیس تولے جناب کے لئے حاضر کرتا ہوں، ۹ ماشے سے شروع فرمائیے، پھر باذنہٖ تعالیٰ موافق آئے تو روزانہ تولہ بھر تناول ہو، یہی موسم اس کے استعمال کا ہے۔

نورِ عینی مولوی برہان میاں سلمہٗ اور ان کی اخوات و بنات و سائر مخدرات کو دعا، جناب والدہ صاحبہ کو تسلیم۔ دادا بھائی، عبدالکریم بھائی، قاسم بھائی، حکیم عبدالرحیم صاحب، سید رعایت علی صاحب و سائر احباب و شیعیانِ ثواب کو سلام سنتہ الاسلام۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

شب ہفتم ربیع الآخر شریف ۱۳۳۹ھ

۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عید الاسلام حضرت مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب سلمہ السلام بالعز والاکرام
بسامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

رب عزوجل یہ غنچۂ تازہ مبارک کرے اور اسے اپنے دو نور عینی
برہان میاں کے سلسلے میں مدارج عالیہ علم و عمل کو پہنچائے آمین بجاہ
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیہم اجمعین۔

تین تعویذ حاضر کرتا ہوں، بچے کے گلے میں ڈالے جائیں، ہم دن
تک ہر زمانہ بچے کو اناج سے تول کر اناج محتاج کو دیں پھر باذنہٖ تعالیٰ سال بھر
تک ہر سہ ماہ تولیں ——— دوسرے سال ہر دو ماہ پر ———
تیسرے سال تین مہینے پیچھے اور چوتھے برس ۴ مہینے اور پانچویں ہر ساڑھے
چار مہینے پر، چھٹے سال ہر ششماہی پر، ساتویں برس ہر سہ سال۔

اشتہار کے صرف ۵۰ پرچے یہاں تھے وہ بھیج چکا ہوں، اس بارے
میں ایک اور رسالہ چھپ رہا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ جامع و مانع وکافی ووافی ہوگا۔
سب صاحبوں کو سلام ۔ والسلام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

۸

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا

مولوی شاہ محمد عبد السلام صاحب علیہ الاسلام دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘‘ —

مولیٰ تعالیٰ عزوجل اس نعمت تازہ کو مبارک فرمائے ——

میرا معمول یہ رہا ہے کہ جتنے بیٹے بھتیجے پیدا ہوئے، عقیقہ میں سب کا نام نامِ اقدس رسالت پر رکھا اور کہنے کے لئے کچھ اور —— اس نعمتِ تازہ کا عقیقہ بھی اسی مبارک نام پر ہوا و عرف لمعان الحق۔

پچاس تولہ معجون ودعا حاضر ہے، اب مقدار خوراک بتدریج دو تولہ تک بڑھادی جائے کہ پھر موسم گرما آجائے گا —— مولیٰ عزوجل نفع تام بخشے، بعد فراغ بعونہٖ تعالیٰ نسخہ بھی حاضر کردونگا۔

سب احباب کو سلام۔ والسلام مع الاکرام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

بملاحظہ مولانا و مکرمنا جناب مولوی قاری بشیر الدین صاحب دام کرمہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:-

غفر اللہ ——— واجزل ثوابکم واخلفکم خیرا منہا ولانہ لستم فی العافیۃ الھنیۃ آمین۔

فقیر انشاء اللہ العزیز ارادہ حاضری رکھتا ہے، ممکن ہے کہ حاضر ہو کر ادائے تعزیت کرے، والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

شب ۴ صفر ۱۳۲۶ھ شب دوشنبہ

۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نورِ حدقہ افضال، نورِ حدیقہ کمال عزیز بجان سعادت نشان
مولوی محمد عبدالباقی برہان الحق زادہ اللہ تجلیات النور المطلق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' :-

بعد دعائے ترقیات ظاہر و باطن' دو تعویذ حاضر کرتا ہوں، جس پر "یاکافی" لکھا ہے' بازوئے راست پر باندھا جائے اور جس پر "یاشافی" لکھا ہے، ناف پر اور ایک رکابی کی ترکیب مرسل ——— ہر امراضِ صعب سے باذنہٖ تعالےٰ شفا ہے، سات یا گیارہ روز انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہوں گے' ورنہ چلہ کیا جائے۔

مولانا و بالفضل اولانا اپنے والدِ ماجد سلمہ اللہ تعالیٰ کی خیریت سے اطلاع دیجئے، آپ کے اس لفظ سے کہ "ہمیشہ مریض رہتے ہیں" ہر تفکر ہو گیا ہے، مولیٰ عزوجل بمنہٖ وکرمہٖ ان کو جملہ بلیات و آفات سے اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حفظ وامان میں رکھے اور آپ اور آپ کے بھائیوں کو ان کے سایۂ کرامت کے نیچے مدارج عالیہ تک ترقی دے، خدانہ کردہ کیا مرض ہے؟ ——— تفصیل لکھئے اور یہ رکابی علاج عام ہے، مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ بھی استعمال فرمائیں۔

آپ اب کیا پڑھتے ہیں؟ ——— اطلاع دیجئے ———

دربارۂ اذان جو وہاں ایک شخص مخالف پیدا ہوا تھا، اس کا کیا انجام ہوا اور شہر میں کیا حالت ہے؟ ——— بعض رسائل جدیدہ حاضر کرتا ہوں' ایک نسخہ بھیجتا ہوں کہ شاید سلامۃ اللہ لاھل السنۃ

تک پہلے مرسل ہو چکے ہیں ——— وہاں کی قدر حاجت پر مجھے اطلاع نہیں، جو جو رسالہ مطلوب ہو، اطلاع دیجئے۔

حضرتِ مولانا دامت برکاتہم اور اپنی دادی صاحبہ کی خدمت میں فقیر کا سلام گزارش کیجئے، اپنی والدہ صاحبہ عافہا اللہ تعالےٰ کی خیریت سے اطلاع دیجئے۔ والسلام۔

فقیر احمد رضا خاں قادری غفرلہٗ

۱۰ ذی الحجہ ۳۲ھ

۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز اختر روحی وبہجۃ قلبی جعلہ اللہ تعالیٰ لیوث سیفہٗ برہان الحق المبین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :-

بخدمت جناب مولانا مع الکرام ایک نیاز نامہ ۹ دن ہوئے، حاضر کیا ہے، امید کہ پہنچا ہو، اس کے بعد میں بہت علیل ہو گیا، بخار زیادہ آیا، غفلت رہی، تین دن کے بعد بحمد اللہ تعالیٰ افاقہ ہوا۔

معاملہ مبری میں بحمد اللہ تعالیٰ میرا نام تو نہیں تھا مگر مصطفےٰ رضا کا نام شہود میں لکھوایا ہے، وہ بفضلہ تعالیٰ کچہری سے گھبراتا ہے، کل اس نے ایک طویل مضمون لکھ کر دیا کہ قانوناً ۲۰۰ میل کے فاصلہ سے حاضر ہونا نہیں پڑتا اور میری صحت جبل پور میں بہت اچھی رہی، امراض کو بفضلہ تعالیٰ کمی رہی اور حضرت مولانا کی برکت سے حکیم عبدالرحیم صاحب سے بہت گہرا تعلق ہو گیا ہے، وہ بہت غور سے معالجہ فرمائیں گے۔

ایسے وجوہ لکھے تھے جس پر میں نے اسے اجازت دی، پیلی بھیت سے میں تنہا تعزیتیں کرتا ہوا، مانک پور ایک آدھ روز ٹھہرتا ہوا غالباً روز سہ شنبہ حاضر نہ ہو سکا، اطلاعاً گذارش ہے۔

خط اول میں ایک استفسار تھا، اس کے جواب کا طالب ہوں والسلام

سب حضرات کو سلام مسنون۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ

غرہ شعبان الخیر یوم الجمعۃ المبارک ۱۳۳۷ھ

۱۲

۲۸۶

نورعینی و درۃ زینی جمل کاسہ بہان الحق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :-

"جدول مطالع البروج" و "جدول تعدیل النہار" مع تفاصل آئیں، ابھی ان کے دیکھنے کی ضرورت نہ ہوئی ——— ایک شخص نے ایک رسالہ چھاپا کہ پیروں اور مزاروں کو سجدہ جائز ہے اور اس میں کتب ائمہ پر کمال افتراؤں سے کام لیا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ لکھا کہ جو مخالفت کرے شقی، ملعون، شیطان راندۂ درگاہ ہے ——— تین جگہ سے یہ رسالے یہاں آئے جس سے یہ معلوم ہوا کہ لوگوں میں اضطراب ہے، اس کا رد لکھا گیا ہے، نو جزو کے قریب تو ہو گیا ہے اور قدرے باقی ہے۔

زیر ناف اسی درد کے چار دورے شوال کی ان تاریخوں میں ہو چکے، حضرت مولانا دامت فیوضہم کی رائے اس سال میری حاضری کی نہ ہوئی اور یہاں بھی لوگ تونا ہی تھے، اب حاجی لعل خاں صاحب نے بھی ممانعت ہی لکھی ہے، ناچار اس سال جانا ملتوی رکھا، زاہد میاں سلمہ کی شادی ربنا تعالیٰ مبارک کرے، سب احباب کو سلام۔

۲۵ شوال ۳۷ھ

نسیم الریاض آپ کے پاس کس طبع، کس سنہ کی ہے، تحریر فرما کر بھیجیں بخدمت حضرت مولانا تسلیم مع التکریم۔

۹

نوادرات امام احمد رضا

للّٰہ درّ مؤلف اهدیٰ لنا

درًّا لقد شرح الصدور صدورہ

شیخ عطیہ محمود ہاشم مدظلہ

فہرس

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خصص من الامة المرحومة بركات الاسناد وسلاسل الاولياء الامجاد
والصلاة والسلام على سيد الاسياد سيدنا ومولانا محمد واله وصحبه الكرام الى يوم التناد - امين
وبعد فقد سألني العالم العامل الفاضل الكامل تقي الشباب نقي الثياب المحلى حلية الفضل
المعنوي والكمال الصوري مولانا المولوي محمد عبد السلام الجبلفوري زين الله وجهه وقلبه
بالضياء النوري أن اجيز له الصحاح الستة وسائر كتب الاحاديث في الفقه والتفسير والكلام وغيرها
من مروياتي عن الحجج الائمة وأاذن له بالوعظ والتدريس والافتاء والارشاد الى طريقة العرفاء الاسياد
بحسن ظن منه بهذا الفقير في ذلك وان لم اكن اهلا لما امّلنيه فاجبته اليه لما رأيت من
اهليته لديه واجزته بجميع ما اجازني به شيخي وسيدي ومولاي ومرشدي وكنزي وذخري ليومي وغدي
السيد الشاه آل الرسول الاحمدي المارهروي وشيخي في الحديث السيد الشريف العلامة احمد بن زيني
بن دحلان والسيد الجليل حسين بن صالح جمل الليل والمولى العلامة عبد الرحمن بن عبد الله
السراج المكيون والشيخ الاجل السيد الشاه ابو الحسين احمد النوري حفيد حضرة شيخي وبجميع
ما انا ماذون به من السلاسل العلية القادرية القديمة والجديدة والرزاقية والمنورة والاهدية
والچشتية والسهروردية والنقشبندية القديمتين والجديدتين والبديعية والعلوية المنامية وكل ما
احتوى عليه الكتاب المستطاب النور والبهاء في اسانيد الحديث وسلاسل الاولياء فكل ما فيه عن
حضرة شيخي رضي الله تعالى عنه فانا ماذون به من لدنه وما فيه عن غيره فانا مجاز به عن حضرة حفيده
وحامل خيره وكذا اجزته بالوعظ والافتاء والدرس بشرائطها المعلومة عند اهلها فليتثبت وليجتنب
الخبط والغلط والجرأة والشطط وليتق الله ربه ولا ينسني من دعواته الصالحة كان الله له في الدنيا و
الآخرة وجمعنا جميعا في دار نعيمه الفاخرة امين وكان ذلك لثلث خلون من ذي القعدة الحرام يوم
الجمعة مباركة افضل الايام سنة ١٣١٣ من هجرة سيد الانام عليه وعلى آله الكرام افضل الصلاة والسلام والتحية والحمد لله

قاله بفمه وكتبه بقلمه عبده المذنب احمد رضا البريلوي
عفي عنه بمحمد المصطفى النبي الامي
صلى الله تعالى عليه وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ رحلت عفیفہ امینہ سکینہ خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ زوجہ
مقدسہ جناب فضائل نصاب فواضل مآب جامع السنن السنیہ ماحی
محن الردیہ جناب مولانا سروری محمد عبد السلام صاحب
قادری جبلپوری ادام اللہ تعالیٰ بالفیض النوری آمین

حلت لمن عبد السلام حلیلۃ
فی العقد ان وفی حصینۃ و رزینۃ
حمی العفاف مدی الحیاۃ لزینۃ
و بعفو ربی فی الممات مزینۃ
سأل الرضا علم الوفاۃ مع الدعا

قلت اشہر التابوت فیہ سکینۃ

۱۳۲۹ھ

فقیر [illegible] ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ پنجشنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تعدیل النہار

[illegible]

رہبر و رہنما

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ مسعودیہ کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

(۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)

فاضل بریلوی قدس سرہٗ

اور

ترکِ موالات

مع اضافاتِ جدیدہ

از

پروفیسر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارۂ مسعودیہ، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

محدث بریلوی

امام احمد رضا محدث بریلوی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

ناشر

ادارۂ مسعودیہ کراچی

۲/۶،۵۔ای۔ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ مسعودیہ کراچی

[illegible] ناظم آباد کراچی
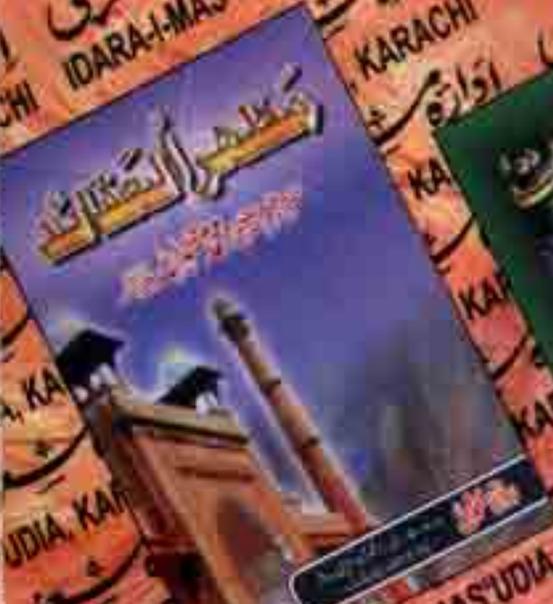
مخالفت کی اور وہابیہ نے ان کا ساتھ دیا، ان کے رد کے پرچے حاضر کرتا ہے اور دوسرا نیاز نامہ نہایت ضروری اللحاظ ہے، ملاحظہ ہو۔

مولوی برہان میاں و مولوی زاہد میاں و مولوی عبدالشکور صاحب و محمد غوث صاحب و سائر احباب کو سلام سنۃ الاسلام بخدمت گرامی جناب والدہ ماجدہ تسلیم مع التکریم۔

فقیر احمد رضا خاں غفرلہ

از بریلی

دوم ربیع الآخر شریف ۱۳۲۲ھ ہجریہ قدسیہ

علی صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ آمین

۳

ندوۃ العلماء

خسرتم حظکم دینا و دنیا
لعمر اللہ ذا الخسر الجرید

امام احمد رضا

ہم اللہ ہی کی ملک ہیں، جب ہمارا اور ہماری چیز کا وہی مالک ہے تو مالک اگر اپنی ملک کسی سے لے، اس کا غم کیا معنیٰ؟ ——— اور ہم کو اسی کی طرف پھر کر جانا ہے، ایک جاتا اور ہم کو یہیں رہنا ہوتا تو غم تھا کہ اب ملنا کیسے ہوگا؟ ——— ہم کو بھی تو وہیں جانا ہے تو فکر اس کی چاہئے کہ ایمان پر اٹھیں کہ جانے والے سے ملیں، وہ ہماری شفاعت کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا: "جس کے تین بچے نابالغ مرجائیں وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے، انہیں بخشوا کر اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے" ——— صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس کے دو بچے مریں؟ ——— فرمایا "وہ بھی" ——— یہ اچھا ہے یا دنیا کی مصیبتوں میں اس کا پھنسا رہنا کہ معلوم نہیں کہ انجام کیا ہوتا اور کیا حالت اختیار کرتا ——— ؟ مسلمانوں کے چھوٹے بچے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں دئے جاتے ہیں، وہ انہیں پرورش فرماتے ہیں، درخت طوبیٰ کے سایہ میں رکھتے ہیں ——— ابراہیم خلیل اللہ کی گود اچھی یا تمہاری؟ ——— طوبیٰ کی چھاؤں اچھی یا تمہاری چھت کی؟ ——— صحیح حدیث میں ہے، جب فرشتے مسلمان کے بچے کی روح قبض کرکے بارگاہِ الٰہی میں لے جاتے ہیں، وہ فرماتا ہے، "کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی؟" ——— عرض کرتے ہیں "ہاں"! ——— فرماتا ہے، "گواہ رہو کہ میں نے اسے بخشدیا اور اس کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ، اس کا نام بیت الحمد رکھو" (تعریف کا مکان)۔

آپ دونوں صاحب اللہ کے سچے وعدوں پر پورے اطمینان کے ساتھ کہیں الحمد للہ، انا للہ وانا الیہ راجعون

عسیٰ ربنا ان یبدلنا خیرا منہا انا الیٰ ربنا راغبون

اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا

صحیح حدیث میں ہے "اس کا کہنے والا اس گئی ہوئی چیز سے بہتر بدل پائیگا"۔

والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۹ صفر ۱۳۳۸ھ